UNIVERSAL LIBRARY

حسبنا الله ... لا قوة الا بالله

...مه که درین زمان بهترین نسخه در عقائد اهل سنت وجماعت در اثبات خلافت خلفای عالی درجت یعنی

...رجمه رساله الشهاب الثاقب

المسمی

برجم روافض ونواصب

مصنفه عالیجناب حلیم صفات مآب صوفی حقانی عالم ربانی مولوی فضل الکریم صاحب بردوانی

... ۱۲۹۹ ... [illegible]
... نظامی واقع کانپور محله [illegible] مطبوع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر و سپاس اوس معبود برحق کو لائق ہی کہ جسنے انسان کو خاک سے پیدا کیا اور نور ایمان اور زیور عرفان سے منور فرما کے سائر مخلوقات پر شرف دیا بڑا احسان اوسکا ہی کہ ہماری ہدایت کے لیے حضرت افضل المرسلین صلعم کو بھیجا اور قرآن مجید کو اونکی تائید کے واسطے ساتھ معجزات روشن کے نازل فرمایا درود نامحدود ایسے نبی رحیم پر پڑھنا چاہیے کہ امت گناہگار کی شفاعت روز قیامت مین نہایت ضروریات سے سمجھا اور بہت محبت سے امت پرہیزگار کو اپنی خاندانی قرابت دار بتایا اور اونکے ازواج مطہرات و اولاد طاہرات پر جو امت کے لیے مانند کشتی حضرت نوح عم کے تھے اور اونکے اصحاب اخیار پر جو مثل ستارے کے اوپر آسمان رہنمائی کے چمکتے رہے بعد اسکے کہتا ہی بندہ گنہگار اپنے گناہون سے شرمسار ظل الکریم بردوانی کہ خاکسار نے بین اقامت بدار الامارت کلکتہ ایک رسالہ بزبان فارسی موسوم بہ شہاب ثاقب اثبات مین خلافت حضرات خلفا اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مسودہ کیا تھا اور وہ بذمہ بعضے عزیز اپنی جہت صاف کرنیکے رکھا تھا اتفاقاً بکشش کشش آب و دانہ بملازمت کثیر الافادت امیر کبیر رئیس باتوقیر جناب راجہ سید عطا حسین صاحب بہادر دام اقبالہ و زاد اللہ حشمتہ کہ خلف الصدق جناب راجہ سید عنایت حسین مرحوم ابن جناب

راجہ سید دیدار حسین مغفور ابن جناب راجہ سید فخر الدین حسین مبرور ابن جناب راجہ سید غلام حسین
نور اللہ مرقدہ ابن جناب راجہ سید جلیل محمد برد اللہ مضجعہ ابن جناب راجہ سید محمد سعید موسوی
ترمذی قدس اللہ اسرارہ کہ رئیس نامی و امیر گرامی قصبۂ کھگڑہ منمضافات ضلع پورنیہ کے ہین
بعہدہ درس گوئی شرف بار پایا پس از ایک سال جب قصد وطن کیا اور دوستان ساکنان کلکتہ
ملاقات کو گ ... بعض تلمیذ پر تمیز کے چھاپا ہوا پایا اگرچہ بنظر ثانی قابل محو و اثبات کے
تھا ... کامل صحیح نہونیکے کچھ خاطر خواہ ذوقیہ کا نہوا معہذا چند نسخے ہمراہ لائے
اور ... کو تحفہ دیے رفتہ رفتہ گوش مبارک مین والی ممدوح کے بھی پہنچا
تب راے عالی نے یہ اقتضا کی کہ بمحاورۂ اردو ترجمہ کیجیے تاکہ نفع عام ہووے اور جو اصلاح منظور
ہووے اوسمین دیجیے تا آپکا بھی کام دلخواہ انجام پاوے لہذا امتثالاً للامر شروع کرتا ہون مخفی نرہے
شہاب ثاقب فرع صواعق محرقہ شیخ ابن حجر مکی کا نصاب ترجمے کو اوسکے رجم روافض و
نواصب کا ہی اور چونکہ یہ رسالہ عقائد کے ایک باب بحث امامت مین صرف ہی ہوا اوسطے
... اور چند فصلون اور خاتمہ کے لکھا گیا اور عبارت کتاب منقول عنہ ترک
... بضرورت نہو وہم رسالہ بھی طول نہو کہ موجب ملال خاطر ہی مگر خواص وہ
بن باللہ التوفیق وبہ نستعین مقدمہ جاننا چاہیے کہ آدمی تابع نقل
... بالغ ... ہتا ہی خیال اپنے باپ یا اور دوسرے بزرگون کے کہنے موافق کام کرتا ہی پھر بالغ
... ہر ازو کے پلے کو نقل کے پلے سے تولتا ہی اور اگر برابر دوسرے آدمی کے پاتا ہی تو عمل کر
... ن عقل اوسکی دوسرے کے مخالف ہی ممکن نہین کہ ساری خلائق گمراہی پر
... بلکہ خداے تعالیٰ ... دیا گیا کہ تمیز درمیان حق و باطل کے وہ اپنی عنایت
... نجات ہی سواے اسکے باعث خطرہ ہی تفصیل اسکی یون ہی ہرچند کتابین
علم کلام و عقاید کی عربی و فارسی مین جیسے شرح مواقف اور شرح مقاصد اور شرح عقائد اور
شرح فقہ اکبر اور ازالۃ الخفا اور تحفۂ اثنا عشریہ اور منتہی الکلام اور تکمیل الایمان وغیرہ تصنیف

وتالیف ہو چکین ہین مگر ہم آدمی ہین بعضے بہ سبب نجاننے علم عربی کے اور بعضے بوجہ عبارت طویل کتب فارسی کے اوس سے بے بہرہ رہتے ہین کسیکو دہریہ کا مذہب اچھا معلوم ہوتا ہی کوئی حضرت موسیٰ عم کا دین پسند کرتا ہی کوئی حضرت عیسیٰ عم کا اور بعضے کسان کتابین تواریخ بجہت عبارت سلیس و نثر سامنے رکھتے ہین اور درمیان اصحاب حضرت خاتم النبیین صلعم کے جنگ و لڑائی دیکھ کے خواہ راہ رفض یا خروج کا پکڑتے ہین یا کوئی ازراہ جبلی یا بقول حکماے براہمہ طریق جبر یا قدر کو اختیار کرتے ہین مجکو اس باب مین جو توفیق ایزدی نے فتح باب کی ہی سو لکھتا ہون اول شرط یہ ہی کہ ایمان مین کسی کی تقلید نکرے مثلا یون نکہے کہ مین مؤمن اسواسطے ہون کہ میرے بزرگ مومن تھے یا فلان شخص مومن ہی اسلیے مین بھی مومن ہوا بلکہ کہنا چاہیے کہ مین مومن برحق ہون اور اپنے علم اور تیقن سے جانتا ہون کہ خدائے تعالیٰ یکتا ہی اور پرستش کے لائق اگر خدا ایک نہوتا تو دنیا ہرگز قائم نرہتی کیونکہ ایک ملک مین دو بادشاہ جب انتظام اپنے اپنے رکھ نہین سکتے پس کس طرح دو خدا زمین و آسمان کو برپا رکھتے مثلاً ایک حاکم چاہتا کہ ابھی پانی برسے اور دوسرے کی رضا منظور نہوتی تو سارا کارخانہ بگڑ جاتا جب اسقدر معلوم ہوا تو یہ بھی دریافت کرنا پڑا ہیے کہ معجزہ حضرت موسیٰ عم ید بیضا تھا اور معجزہ حضرت عیسیٰ عم زندہ کرنا مردے کا اور معجزہ اوپر ختم نبوت آنحضرت صلعم کے قرآن مجید و فرقان حمید ہی یعنی خداوند تعالیٰ شانہ نے اپنے حبیب سے جنھوں نے کسی سے دنیا مین سبق تک نہ پڑھا نازل فرمایا اور اوسکے معنی اونکی زبان مبارک سے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان کرا دیا کہ اوس زمانے کے سارے علم والے عاجز رہے اگر قرآن آسمانی کتاب نہوتا اور اوسمین آنحضرت صلعم کو کچھ تغیر و تبدیل کرنی پہونچتی تو ہرگز جن آیتون مین حضرت صلعم کی شان تنبیہ ہی اوسکو مٹا دیتے کیونکہ بعید از عقل ہی کہ آدمی اگر خود کوئی کتاب بناوے یا کسی بادشاہ سے اوسکو سند پروانہ ملے اوسمین کسی طرح کی برائی مندرج کرے یا حسب طاقت اگر اوس سند سے برائی مٹا سکے تو مٹا دیوے جب یہ بات نہین ہوئی تو بیشک قرآن فرمان بڑے حاکم عالیشان کا ہی ماننا چاہیے اور اوسکو سچ جاننا جب یہان نجد او قرآن ثابت ہو گیا اب قرآن جو فرماتا خدا ہی اور سے آنحضرت

صلعم کی ختم نبوت پر دلیل مضبوط ٹھہری قرآن مجید مین اللہ جل شانہ نے یون فرمایا ہی سورۂ فتح کے اخیر مین
کہ محمد رسول اللہ کا اور جو لوگ کہ اونکے ساتھ مین کافرون پر بڑے سخت ہین اور مومنون پر رحم کرنے
والے تم پاوگے اونکو رکوع اور سجدہ کرنے والے اور چاہنے والے مرضی اور خوشی خداوند تعالی کی اور دیکھو
اونکی پیشانی مین نور نشانی سجدے کی اونکی صفت ہی توریت مین یعنی جو صفتین مذکور ہوئین یہ
توراۃ مین ہین اور اونکی صفت انجیل مین جیسا کھیت ہی سو پھلے اوگے پر اپنی پھلی پر قائم ہوئے
پھر موٹا ہوکر ٹھہرے اپنی جڑ پر خوش معلوم ہوتی ہی صاحب کھیت کو تا کہ غصے مین لاوے اللہ تعالی اون لے
سبب سے کفار کو خدائے تعالی نے وعدہ کیا ہی واسطے اونکے آمرزش و مغفرت اور بڑی مزدوری کا
(فائدہ) دین اسلام بہ سبب بیان حضرت ابوبکر صدیق بطور کھیت اوگا پھر حضرت عمر فاروق سے اپنی
پھلی پر قائم ہوا اور حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ سے موٹا ہوکر ٹھہرا خوش معلوم ہوتا ہی صاحب
کھیت کو یعنی خدائے جل شانہ اور رسول صلعم کو مین اب تشبیہ عقلی دیتا ہون کہ دین اسلام ایک
[illegible] رار دیا جائے اور جیسے حواس خمسہ یعنی سمع و بصر و ذوق و شم و لمس ہی اصحاب کبار کو
وے اگرچہ بظاہر [illegible] کو تفضیل ہی ولیکن سمع کی فضیلت کو محقق لوگ مان گئے ہین کیونکہ
ہی اوسکو دیدہ کان کے تعلیم ہو سکتی ہی مگر بہرے کو ہرگز نہین ایسے ہی سب جو اس مین سیکھ
لم [illegible] سا چاہیے یعنی سننا اور دیکھنا اور چکھنا اور سونگھنا مثل حضرات خلفاء اربعہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین [illegible] بر سائر اصحاب رضی اللہ عنہم کے مقتدر کہنا چاہیے لیکن ازواج مطہرات
[illegible] باطنہ مین اگر کسی شخص کے حواس ظاہری یا باطنی مین [illegible] خلل [illegible]
[illegible] دسیا ہی اگر اصحاب کبار مین سے کسیکو مانے اور کسیکو نہین یا از[illegible]
[illegible] اہلبیت طاہرات بعض کو مانے اور بعض کو نہین تو وہ کامل ایمان نہوگا اب مسئلہ
جبر و قدر سننا چاہیے کہ دنیا ایک خدا کا باغچہ ہی جس مین طرح طرح کے میوہ دار درخت لگائے ہین اور
نوع بنوع پھول کی کیاریان جمائی ہین اور اپنی مرضی سے انسان کو حکم تصرف عطا فرمایا مگر بسبب
کسی امر باریک کے بعض چیز سے منع کیا جیسے گل سورج کو نہ توڑے یا خوشہ انگور سیاہ کو نہ چکھے

اب اگر انسان منع نہ مانے اور وہ کام کرے تو مستحق عذاب ہوگا اور اگر بحکم الٰہی سے ڈر کر باز رہے تو ثواب
پائیگا اس صورت مین انسان بے ادبی کر کے کہہ نہین سکتا ہی کہ مین نے پھول توڑا اور انگور نہ اوٹھایا کیونکہ
میرے ہاتھ و پیر مین طاقت نہ تھی تو نے مجھے قوت رفتار دی ہی یہ اوسکی کمال جہالت کی بات ہی بلکہ خود
پاوے اور مالک کو اپنے کام کی نسبت بتلاوے اس مقام مین بعضے خوش فہم اعتراض کرتے ہین کہ اگر خداوند تعالی
کو منظور نہ تھا تو گناہ ہونیکو پیدا کیا جواب اوسکا یہ ہی جب آدمی بیمار ہوتا ہی تو طبیعت اوسکی وہ چیز چاہتی ہی
کہ جس سے اوسکو ضرر ہووے اور طبیب اوسکو کڑوی دوا دیتا ہی جب آدمی اپنے ہمجنس کی حکمت سے
آگاہ نہین تو حضرت حکیم علی الاطلاق کی حکمت کو کیا جاننا چاہتا ہی حضرت امام ابوحنیفہ کوفی رح سے
[illegible] کس
کام مین رہتا ہی چونکہ سائل ایک بلندی پر سے سوال کرتا تھا امام صاحب نے فرمایا جواب دینے والے کو
بلند مقام پر ہونا چاہیے سائل اوتر آیا امام صاحب نے بلندی پر جا کے فرمایا کیا پوچھتا ہی سائل نے
کہا آگے خدا کے کون چیز تھی امام صاحب نے جواب دیا فن حساب مین قبل ایک کے کوئی عدد صحیح ہی
کہا نہین امام صاحب نے کہا جب مجاز مین نہین حقیقت مین کس طرح پاؤگے خدا کے نور کا مونہہ
کس طرف ہی جواب دیا آفتاب و مہتاب کے نور کا مونہہ کسطرف ہوتا ہی خداے تعالی رات دن کس کام مین
رہتا ہی فرمایا تم ایسے دہریہ کو مقام بلند سے اوتارتا ہی اور مجھ سے موحد کو چڑھاتا ہی قصہ کوتاہ اگر
کوئی نظر سے غور کرے تو اوسکو ہزارون دلیل حاصل ہو جائین وگرنہ ابوجہل کو معجزہ نبوت کا کارگر
نہوا اور [illegible] کیا بلکہ [illegible] اسیواسطے کہتے ہین کہ ابوجہل کعبہ سے کافر [illegible] حضرت ابراہیم
بت خانہ سے [illegible] آنحضرت اسلام سے اون ماننے تک ہزارون آدمی مشرف بایمان و عرفان ہوے
اور بہت سے کافر اور سرکش رہ گئے وقت بحث و تکرار ساتھ علماے حق کے ہٹ دھرمی اختیار
کی حکماے یونان جہل بسیط کا علاج قبول کرنیکے قائل ہین لیکن جہل مرکب کی دوا نہین ہی
آنحضرت صلعم کے پاس ایک اعرابی آیا اور علم توحید پوچھا آپنے فرمایا تو جان سمجھا کہ خدا دیکھتا ہی
[illegible] اور تجھے کچھ درکار نہین ہی ایسا ہی کسی نے جبر و قدر پوچھا آپنے فرمایا

جو ذرہ بھر نیکی کریگا اوسکو پاویگا اور جو ذرہ بھر بدی کریگا اوسکو دیکھیگا وہ شخص خوشی سے مست ہو گیا

آغاز مقصد

جب تمہید سے مقدمے کے فراغت ہوئی اب معلوم کرنا چاہیے کہ بعد انتقال حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم خلافت کے باب مین روافض و خوارج خوب بحث کرتے ہین روافض کہتے ہین امام برحق وصی مطلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اونکی گیارہ اولاد تا حضرت امام زمان قائم و حجت مہدی رضی اللہ عنہ کہ بارہ ہوتے ہین انھین کی حق خلافت تھا تمامی صحابہ بعد وفات آنحضرت صلعم دین سے پھر گئے اور حق تلفی کی مگر چند آدمی اپنے دین و ایمان پر قائم تھے یعنی سلمان فارسی و مقداد و ابا ذر غفاری وغیرہ رضی اللہ عنہم اور دلیل لاتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو موضع غدیر خم مین سامنے ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمی صحابہ کے خلافت بخشی تھی اور جسوقت آنحضرت صلعم تبوک کی لڑائی مین تشریف لیجاتے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا تھا تو خلیفہ ہے میرا جیسے حضرت ہارون عم حضرت موسی عم کے خلیفہ تھے اور آنحضرت صلعم نے مرض موت مین کاغذ وصیت نامہ لکھنا چاہا تھا وین مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مانع آئے کہ آنحضرت صلعم نے شدت مرض سے ہذیان (؟) فرمائی حسبنا کتاب اللہ بس ہے چونکہ حضرت عمر رض کی بات سب پر غالب تھی صحابہ امیر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین ارث حضرت سیدۃ النسا چھین لیا باوجود گذارنے شہادت کے دعوی نامنظور کیا اور حضرت مین دختر حضرت بتول ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو زبردستی غصب کر لیا اللہ نے اپنی خلافت مین قرآن شریف مین جتنی آیات حضرت علی کرم اللہ وجہہ و اولاد رضوان اللہ علیہم اجمعین کی وصف مین تھین مہاجرین و انصار کے نام تھے بھی مین جب تمامی بدلنا دشوار تھا قرآن کو جلا دیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی عایشہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ کو آنحضرت صلعم کے روضہ مبارک مین دفن کرائین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ کو روضہ مبارک مین دفن کرائین اسیطرح

ظلم و تعدی کرتے رہے اور اہل حق کو حق پانے سے محروم کیا خوارج حضرات خلفائے ثلثہ یعنی ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت مانند سنت و جماعت کے قبول کرتے ہین جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لڑائی کرتے ہوئے پایا اپنے کو طاعت سے خلیفہ کے الگ کر لیا بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو برا کہنے لگے اور اونکے پیروان جو شیعہ کہلاتے ہین اونکو کافر جانتے اور لوٹنا مال کا اور غلام و لونڈی کرنے انکی زن و فرزند کو موجب ثواب سمجھتے اور ہمیشہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اونکی اولاد کے دشمن ہے آلغرض بہ بسیار از افضل اصحاب اخیار و ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالی دیوین خوارج حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اونکی زوجہ طاہرہ و اولاد پاک کو برائی سے یاد کرتے ہین اگر کوئی انکا وصف کرے تو ناخوش ہوتے ہین چنانچہ امام نسائی رح محدث سنت و جماعت کے ہاتھ سے نواصب شام کے باعث منقبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شہید ہوئے اور کہانتک حسد کو انکے بیان کرین فرقہ سنت و جماعت جو سیدھی راہ پر چلتے ہین اور افراط و تفریط سے بچتے وہی کہتے ہین خلافت آنحضرت صلعم نے اپنی حین حیات مین نہ کسیکو عطا فرمائی اور نہ بعد موت کسی کے واسطے وصیت کی اگر یہ نقص خلافت پانا ہے یہ خم جو آنحضرت صلعم نے وقت لوٹنے مکہ معظمہ سے بسوئے مدینہ منورہ کے خطبہ پڑھا تھا بلفظ من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی جسکا مین دوست ہون علی اسکا دوست

نص نہی ہی کیونکہ اگر یہان لفظ مولا بمعنی آقا و سید کے لیا جائے تو الفاظ مخالف پڑتے ہین اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ یعنی بار خدا دوست جانے علی کا اور تو دشمن جان جو دشمن جانے علی کو اگر یا نا ہوتا کہ علی اوسکا سردار ہو اس سے خلافت بعد موت آنحضرت صلعم کیونکر ثابت ہو آنحضرت صلعم نہایت صاف بیان کرنے والے تھے بلکہ آپ اپنے آدمی کی سمجھ سے اونچا ہا اور خود ایسا کیون فرماتے صاف یون کہنا تھا ایھا الناس اعلموا ان علی الامر علیکم من بعدی یعنی اے لوگو جانو تم کہ ہر آئینہ علی میرے پیچھے تمہارا سردار ہوگا غرض اگر غدیر خم مین

[حاشیہ: ۱۶۶۶ ... ۱۰۶۳ ... [illegible]]

خلافت عنایت ہوگئی تھی کچھ مرض موت مین کاغذ طلب فرمانا اور کہنا کہ تمہارے واسطے کچھ لکھون تاکہ میرے بعد گمراہ نہو یہ کیسی بات ہی مثلاً ایک شخص حالت صحت مین کوئی چیز ہبہ کرے اور قبض نہ کراوے پھر اوسی چیز کو اپنے مرض موت مین شخص مذکور کو وصیت کرے تو یہ وصیت ہبہ ہی کو روکریگی اور باوجود تمامی تصرفات کے تہائی حصہ سے جاری پاویگی اس سے تو روافض کا مطلب فوت ہی او سجو کہتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات سب پر غالب تھی یہ سراسر جھوٹ ہی آنحضرت صلعم کے سامنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کوئی کم رتبہ نہ تھے علی الخصوص جب سے عبداللہ ابن مکتوم نابینا کے باعث آپ پر عتاب ہوا اور سورہ عبس نازل ہوئی تب سے آپ قومی سے ضعیف کی خاطر زیادہ فرمایا کرتے اور جسوقت تبوک کی لڑائی مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مکان پر چھوڑ گئے تھے یہی عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی کی امامت کا حکم دے گئے الغرض وہ خلافت پوری نہ تھی کیونکہ اہل و عیال کی محافظت کرنی محض منظور تھی قصہ مختصر مورد حدیث کو دیکھنا چاہیے چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نہایت زاہد تھے اور بے روک آدمی کو کہدیتے اسواسطے آنحضرت صلعم کو خلائق سے انکی الفت دلانی منظور تھی چنانچہ پس از تمام خطبہ کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑ کے ہلایا اور کہا بخ بخ لک انت مولی الکل یعنی خوشخبری ہی تمکو کہ سب کے تم دوست ہوا لا جاے بیعت کرنیکی تھی ایسا ہی جب تبوک کی لڑائی مین آنحضرت صلعم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے محافظت خاندان پر چھوڑ جانیکا ارادہ فرمایا حضرت امیر نے بمقتضاے سن جوانی خانہ نشینی پسند نہ کی رنگ چہرے کا متغیر ہوا بحضور آنحضرت صلعم آئے اور کہا آپ مجکو مکان پر چھوڑ جائیگا آنحضرت صلعم نے اوسوقت اونکی دلدہی فرمائی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی لکن لا نبی بعدی یعنی تم میرے خلیفہ ہو مانند حضرت ہارون عم حضرت موسی عم کے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہین جب حضرت موسی عم کوہ طور پر گئے حضرت ہارون عم کو خلیفہ کر گئے تھے پھر جب لوٹے وہ خلافت باقی نرہی اس مقام مین کوئی کہے کہ آنحضرت صلعم کو کچھ لکھنا منظور ہوتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیون خلاف حکم کام کیا مین کہتا ہون اسکا

اسکو خلاف حکم نہیں کہتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ آپ کو تکلیف ہوگی اور قرآن کو نازل
ہوئے تیئیس برس ہو چکے ہیں جسپر اب تک خوف گمراہی ہی ابھی ایک پرزہ کاغذ پر ہدایت نامہ لکھا
جائیگا یہ امت پر صرف مہربانی سے یاد ہی اور اوسکو خلاف حکم کہا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تنہا
نہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کیوں کاغذ پیش نکیا جبکہ حیات آنحضرت صلعم اونکو کیا خوف تھا
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں باغ فدک چھین نہیں لیا بلکہ بفحوائے حدیث نحن
معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکنا صدقۃ یعنی ہم گروہ انبیا ہیں نہ اپنی
پدری وراثت لیتے ہیں اور نہ ورثہ کو وراثت دلائے جاتے ہیں جو ترکہ ہو سو صدقہ ہے حضرت فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا کو وراثت نہ دلایا تھا اور یہ حدیث بحق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آیہ توریث سے خاص ہے
اور شہادت قبول نکرنی باعث عدم نصاب شہادت کے تھی آپس تمام ہین روافض کہتے ہیں کہ باغ فدک
ندینے سے حضرت زہرا کو رنج ہوا اور موجب ملال اونکا سبب وبال ہی کیونکہ آنحضرت صلعم کی جگر گوشہ
نہیں ہین کہتا ہوں یہ تو جگر گوشہ مجازی ہی جب کافروں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دامن
پاک میں تہمت زنا لگائی اور آنحضرت صلعم نے اس امر کی صفائی میں ایک مجلس منعقد کی جسمیں مہاجرین
و انصار موجود تھے اور ہر شخص نے اپنے طور پر صفائی بیان کرتے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا
کہ ایک عورت کے واسطے اجماع کرنا کیا ضرورت ہے طلاق دیجیے اور دوسرا نکاح کر لیجیے سبحان اللہ
امر حق سے تو جگر مجازی جلے اور ایسی بات سے دل حقیقی بریان نہووے کہ ذات بابرکات حضرت نبی
کریم صلعم نہایت حریص عورت کی تھی اور جب حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے
نکاح کرنا چاہا تب درمیان ہر دو زن و شوہر کے کچھ بدمزگی درپیش آئی آپ نے خفا ہو کر مسجد
نبوی صلعم میں جا کر خواب فرمایا آنحضرت صلعم یہ ماجرا دریافت کرکے مسجد تشریف لے گئے
اور بخطاب ابوتراب پکارے اور مکان میں لائے بعد اوسکے خطبہ میں کہا ان فاطمۃ بضعۃ
منی فمن اذاها فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ یعنی ہوش رکھو کہ فاطمہ میری
لخت جگر ہی جسنے اونکو اذیت دی مجھے اذیت دی جسنے مجھے اذیت دی خدا کو اذیت دی پڑھا

جسپر حضرت امیر رضی اللہ عنہ متنبہ ہوکر اوس قصد سے باز آئے اور جس شب کو آنحضرت صلعم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو واسطے ادائے نماز تہجد فرمایا کیا جواب دیا کہ انی لا نستطیع الا ما کتب اللہ لنا یعنی ہم نہیں سکونگا مگر جو نماز فرض خدا کی ہی آنحضرت صلعم یہ کہتے ہوئے مکان سے باہر تشریف لائے وکان الانسان اکثر شیئ جدلا ہر آئینہ آدمی ہر چیز کو جھگڑتا ہی اور اپنے نفع وضرر سے آگاہ نہیں اگر پاکدامنی بیبی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آیت قرآنی نازل ہوتی تو روافض نہایت خوش ہوتے اور کہتے کہ موافق رائے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے طلاق دی گئی تمثیلاً توافق رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہان بیان کرنا بطور جملہ معترضہ کے ہی جب جنگ بدر مین اکثر اہل قریش اسیر ہوکر آئے آنحضرت صلعم نے قیدیون کے لیے مشورہ کیا رائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسپر ٹھہری کہ انسے فدیہ لے کے چھوڑا جائے اور رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اسپر قرار پائی کہ ہر شخص اپنے اپنے قرابتدار کی گردن اوڑاوے یا قتل کرے چنانچہ آنحضرت صلعم اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو ایساہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے یگانہ کو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے بھائی عقیل رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلعم نے رائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پسند فرمائی اور کہا تو مثل حضرت ابراہیم علم کے ہی کہ خدا سے اپنی امت کی مغفرت چاہی اے عمر تو مانند حضرت نوح علم کے ہی کہ دنیا مین طوفان برپا کرادیا آخر کار سب سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا اور مہاجرین اور انصار سے وعدہ کیا کہ احد کی لڑائی مین اسیقدر آدمی تم مین سے درجۂ شہادت پاوینگے آیت تنبیہ نازل ہوئی ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض الآیہ یعنی نہیں جائز ہی نبی کو فدیہ لینا کفار سے آنحضرت صلعم اور سب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین روئے اور فرمایا اگر عذاب آلہی نازل ہوتا تو سوائے عمرؓ کے کوئی نہ بچتا اور اوسی تاریخ کہا ینطق الحق علی لسان عمر یعنی خداوند تعالی حضرت عمرؓ کے بولنے بولتا ہی یہان کوئی ایسا نہ سمجھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو معاملہ باغ فدک جھوٹا سمجھا استغفر اللہ وہ قضیہ مثل اس قضیہ کے ہی کہ حضرت امیر المومنین علی رضی

سے نے اپنی خلافت مین شریح کو قاضی کا عہدہ دیا تھا اور آپکے ساتھ ایک یہودی کا معاملہ پیش
ہوا سامنے قاضی کے آپ نے کہا مین سے نے یہ جبہ گرو رکھا تھا اور میرے دو شاہد ہین ایک حضرت
امام حسن رضی اللہ عنہ دوسرا قنبر میرا غلام آزاد کیا ہوا اور یہودی نے کہا یہ جبہ میرا ہی قاضی
شریح سے نے بیٹے کی گواہی باپ کے لیے قبول نکی اور قنبر شخص واحد ہے اوسکا کہنا فائدہ ندیا جبہ
ہاتھ مین یہودی سے کے تھا اوسیکو دلایا یہودی آئین مسلمانی مین ایسا انصاف دیکھکر
مؤمن ہوا اور جبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو واپس کیا حضرت امیر نے اوسکو ایک گھوڑا بخشا وہ
آپکے ساتھ تھا حتی کہ جنگ صفین مین شہید ہوا قول فیصل یہ ہے کہ حضرت امیر رضی اللہ
عنہ نے اپنی خلافت مین باغ فدک کیون نہین لیا روافض کہتے ہین اہانت سے نہین لیا
شیر کبھی لومڑی کا جھوٹا نہین کھاتا ہے مین کہتا ہون حضرت امیر سے نے خلافت منصوبہ کو
کیون لیا شاباش اوپر حضرت امام حسین شہید رضی اللہ عنہ کے کہ واسطے اپنی خلافت کے یزید
پلید سے مردانہ وار لڑے اور بخلاف اپنے والد ماجد کے ڈر کر مخالف کی اطاعت نکی اور جب مامون
خلیفہ نے حضرت موسی کاظم رضی اللہ عنہ کو باغ فدک چھوڑ دیا تو کیون اپنے بزرگوار کے برخلاف
قبول کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح صحیح
کیا تھا قصہ یون ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک وزیر کہا کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سنا ہے کہ تمامی
رشتہ و قرابت قیامت کے دن باقی نرہیگی مگر میرا رشتہ و قرابت سو مین آنحضرت صلعم کا
خسر کہلاتا ہون اگر تم مجھے اپنی دامادی مین قبول کرو تو میرا رشتہ و قرابت آنحضرت صلعم سے
مضبوط ہو جاے حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مین حضرت ام کلثوم کی نسبت اپنے
بھائی کے بیٹے سے کر چکا ہون چونکہ وہ طاہرہ صغیرہ تھی اور گاہ گاہ خلیفہ دوم کے گھر جاتی تھی اتفاقا
ایک روز گئین خلیفہ نے نہایت محبت کی اور پیشانی پر اونکے بوسہ دیا وقت چلنے کے پیچھے سے
ازراہ مزاح ساق کو پکڑ لیا اور کہا کہ اپنے باپ سے بیان کرنا کہ مین نے کیا کیا بعد اس حرکت کے
حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ولی ہو کر نکاح پڑھایا اسکو غضب بولنا صراحۃ گالی دینا ہے جب

اس دنیا میں کسی ذلیل کو گوارا نہیں بھلا جو شیر خدا ہیں وہ کیونکر برداشت کرینگے اور اگر ایسے مقام پر
تقیہ کو گنجایش دی جائے پھر کب انسان اپنی جرات دکھاتا ہے یعنی خلافت نہ ہی باغ فدک چھین لیا
اب ناموس پر دست انداز ہوا تب بھی آپ ڈر کر رہ گئے اور حضرت خلفاے ثلثہ رضوان اللہ علیہم کا دور
تمام ہوا جنگ جمل میں حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا پر اور جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ
عنہ پر اپنی شجاعت و مردانگی کو کام فرمایا ایسا کبھی نہیں چونکہ انہیون اس پر نہایت حق تھے
سکوت اختیار کیا اور امر ناحق سے اٹھ گئے حالانکہ جب حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا جنگ جمل
یاد کرتیں بہت روتیں اور جنگ مذکور کو حضرت امیر رضی اللہ عنہ یاد کر کے نہایت افسوس
کیا کرتے تھے ایسا ہی جنگ صفین بھی مرضی شارع نہ تھی بلکہ اس باب میں امت کو ڈرایا تھا کہ
جو کوئی بیٹھا رہے وہ بہتر ہے کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا بہتر چلنے والے سے اور جو کوئی
پیادہ ہو وہ بہتر سوار سے پوچھا آدمیوں نے کہ یا حضرت فرمایئے ہم لوگ اوسوقت کیا کام کریں
ارشاد کیا اپنے کھیت کے کار میں مشغول رہنا یا مویشی کو چرایا کرنا پھر پوچھا اگر دشمن آ کر قصد
قتل کرے تو کیا کریں ارشاد ہوا کہ آدم کے بیٹے ہابیل مانند بن جاؤ اے بھائی سنت و جماعت سوائے
ملائک اور انبیا علیہم الصلوۃ و السلام کے دوسرے کو بے گناہ نہیں جانتے اگر نفس امارہ کسی وقت
قابو پا کر کوئی حرکت سرزد کرا دیتا ہے تو فوراً نفس لوامہ ملامت کرتا ہے ان دونوں لڑائی کو مثل خانہ
جنگی کے تصور کرنا چاہیے جیسا ماں اور بیٹے سے اور بھائی بھائیوں سے چنانچہ اگلی امت میں بھی ہو چکا
ہے حضرت موسی عم جب کوہ طور سے لوٹے قوم کو گوسالہ پرستی میں پایا غصہ ہو کر اپنے بڑے بھائی
حضرت ہارون عم کے سر کے بال اور داڑھی پکڑ کھینچا اور برادران حضرت یوسف عم نے ان کو کستا
سنگ کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں قرآن شریف کی آیہ منسوخہ جب
آدمیوں کو لکھاتا پایا خود حافظ قرآن تھے اور حفاظ کو بلا کے سات جلدیں قرآن شریف کی نقل کرا کے
اور قلمرو اسلام میں روانہ کیں اور باقی آیات متنازعہ فیہا کو جلا دیا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ سے قرآن لینے میں جو سختی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلاموں نے کی تھی

سوا امور سیاست ریاست سے تھی جیسے حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین ایک شخص
لوطی کو جلا دیا اور برادر حقیقی حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کو اسقدر ناخوش کیا کہ وہ حضرت معاویہ
رضی اللہ عنہ سے جا ملے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قرآن سوز کہنا بیجا ہے جان سوزی سے
کیا قرآن سوزی سخت ہے اور اگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ انسے ناخوش ہوئے
تو حضرت عقیل رضی اللہ عنہ حضرت خلافت پناہ امارت دستگاہ سے کیون بگڑے حضرت
ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے مکان سکونت پر حین حیات آنحضرت صلعم مالک
ہوئی تھین بلکہ ساری ازواج مطہرات کے بیوت جدا جدا تھے چنانچہ آیہ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ
یعنی تم بیبیان آنحضرت صلعم کی ہو اپنے اپنے گھرون مین دلالت موجود ہے اور دفن کرانا
حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا اوسمین بہ اشارہ مضمون حدیث کے ہے فرمایا آنحضرت
صلعم نے کہ روز قیامت مین ہم و ابوبکر و عمر ایک ساتھ چلینگے اور دوسری روایت مین ذکر
حضرت عیسی بن مریم عم بھی ہے یہی سبب ہے کہ روضۂ مبارک کی جگہ خالی ہے نہ خلیفۂ ثالث کو
ملی ناحق باغی لوگ مانع آئے اور نہ خلیفۂ چہارم کو ملی بلکہ جس ناقہ پر لاش سوار تھی کوفے سے
مدینہ کیا آویگا بھاگ کر مقام نجف مین ایسا بیٹھا کہ پھر اوسکا ہلانا مشکل پڑا ناچار وہین دفن ہوے
جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ شہید ہوئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روضۂ مبارک مین دفن کرنے کے لیے اجازت چاہی حضرت ام المؤمنین نے
دستوری دی مگر مروان بن حکم اوسوقت حاکم تھا اور بقرابت خلیفۂ ثالث ہرگز راضی نہوا کہ حضرت
خلیفۂ ثالث رضی اللہ عنہ جنت البقیع کے باہر رہین اور حسن کو بین روضۂ مبارک مین دفن ہوئے
دونون قریب تھا کہ دونون طرف خونریزی ہو مگر صلاح وقت ٹھہری کہ جنت البقیع مین دفن
کرائیے اور جو کچھ تقدیر کو کرنا تھا کیا اور یہ سب بہانہ ڈالا ایسا ہی انکے سب طعن و تشنیع کے جواب
مطولات مین ہین آنحضرت صلعم کی اولاد بطن سے ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی چار
لڑکیان اور دو لڑکے تھے حضرات رقیہ و ام کلثوم اور زینب اور فاطمہ اور طیب و طاہر اور قاسم رضی اللہ عنہم

اور بطن سے جاریہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوے
روافض سوا‌ے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کسیکا نام نہین لیتے اور ازواج مطہرات مین سے
صرف حضرت عایشہ و حفصہ رضی اللہ عنہا کے دوسرے کو برائی سے یاد نہین کرتے اگر کہین کہ
ہم بداد مظلوم پہونچتے ہین جواب وسکا یہ ہی کہ سنت و جماعت بداد حضرت عایشہ و حفصہ رضی اللہ
عنہا کے مستعد ہین اور محبت اہلبیت رضوان اللہ علیہم نہایت رکھتے ہین سنی کی محبت کو
چندروز بعقیدۂ خوارج ورآکر دریافت کرنا چاہیے کیونکہ زبان تیزی کار زنان و دست درازی
پیشۂ مردان ہی اسوا‌سطے لکھا گیا ہی کہ شیعہ اس امت مرحومہ کی عورت ہی چونکہ عادت جبلی
عورتون کی نقصانی عقل و دین ہی اور اپنے مخالف مزاج کو گالی دینی علی الخصوص و برے
جنکی صفت کرین اور غیبت مین اونکو بد کہین اور جھوٹ بولنا اونکو محض آسان ہی افترا اور
بہتان انکا ایمان ہی اور چشمک مارنی انکا کام اور موہنہ چڑھانا آخر انجام ہی اور یہ سب خصلتین
روافض مین موجود ہین اصل حال خلافت یہ ہی کہ جب آنحضرت صلعم کو مرض کی شدت ہوئی
آپنے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہو اپنے باپ کو امامت مسجد کرے حضرت عایشہ
صدیقہ رض نے جواب دیا کہ باپ میرا نہایت نرم دل ہی آپکے مقام امامت مین قائم نہین ہو سکینگے
آنحضرت صلعم نے فرمایا تو ناقص العقل ہی مثل زنان مصر کے جو یوسف علیہ السلام کو سمجھاتی تہین
مین ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خوب جانتا ہون کہو کہ امامت کرے مسجد مین پھر حضرت عایشہ
رضی اللہ عنہا نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ کے
لیے استدعا کرے چنانچہ اونھون نے امامت کرنے کی اجازت چاہی آنحضرت صلعم نے فرمایا
کہ نہین ابوبکر رضی اللہ عنہ امامت کرے الغرض حسب فرمان والا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے
مسجد نبوی مین امامت کی آنحضرت صلعم نے دروازہ حجرۂ مبارک جو بطرف مسجد نبوی تھا
کھولا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کرتے دیکھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے
ہونا چاہا کہ شاید خود بذات شریف امامت فرمائینگے آنحضرت صلعم نے باشارۂ دست مبارک

حکم ہوا ے نماز فرمایا اور بزیر لب تبسم کیا اور دروازہ حجرہ بند کرلیا ہرگاہ روح مبارک آپکی مقبوض
ہوئی صحابہ رضوان اللہ علیہم نے درباب دفن و نماز جنازہ اختلاف کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ نے کہا مین نے آنحضرت صلعم سے سنا ہی کہ ازواح انبیا علیہم السلام جس مقام پر قبض
کیجاتی ہین اوسی جگہہ مدفون ہوتی ہین اور ہر شخص نے جدا جدا نماز جنازہ پڑھکر حجرہ مبارک مین
دفن کیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ بعد اوسکے سقیفہ بنی سعد مین مشورہ
خلافت کیا انصار کہتے تھے کہ ایک شخص امیر ہم مین سے ہو اور مہاجرین مین سے ایک شخص
امیر ہووے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تم مین سے کوئی ہی کہ حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ پر امامت کرے کیونکہ وہی بحضور پرنور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
امامت کی ہی علاوہ کسی لڑائی مین انصار کو امیر لشکر آنحضرت صلعم نے نہ بنایا ہمیشہ انصار
معاون ہے اسی بات پر خلافت اوپر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قرار پائی اور اجماع اکثر
صحابہ سے منعقد ہوکر بیعت بدست اونکے ہوئی قبل اسکے عدم عداوت درمیان صحابہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین کے تمہید مقدمہ مین لکھ چکے ہین اب واسطے تائید انعقاد اجماع کے لکھتے ہین کہ اللہ تعالی
جل شانہ اعظم برہانہ نے اس امت مرحومہ کو کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنی ہو تم نیک گروہ ازل سے ابد کیطرف
لائے گئے ہو تم کرو گے نیک کام مین اور باز رہو گے برے کام سے توصیف فرمائی اور اگر صحابہ
رضی اللہ عنہم سے خلاف اوسکے ظہور مین آئے معاذ اللہ جھل جناب باری سے لازم او
اور یہ محال ہی لیکن روافض کو کچھ پروا نہین کہ وہ بدا کو جناب الہی پر جائز رکھتے ہین اور
تقیہ کو حضرات انبیا علیہم السلام پر واجب جانتے ہین اور حضرت مخبر صادق صلعم نے فرمایا
لا تجتمع امتي على الضلالة یعنی امت میری اجماع گمراہی پر نکریگی پھر اجماع انکا
قبول کرنا متحتم ہی اگر نعوذ باللہ صحابہ رضوان اللہ علیہم مرتد ہوجاتے تو خداوند تعالی حسب
اپنے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِينَ یعنی ای لوگو ایمان
والے جو تم مین سے مرتد ہو جاوے اپنے ایمان سے اللہ تعالی اونپر لائیگا ایک گروہ کو کہ دوست رکھے
عاجزی مومنون سے اور غلبہ اوپر کافرون کے عزو اونپر کسیکو بھیجتا اور بدست اونکے قتل کراتا
جب ایسا نہوا تب خلافت انکی صحیح جاننا چاہیے اور ایمان اونکا قائم ماننا وگرنہ خداوند تعالی کا
خلاف وعدہ ثابت ہوگا اور تحقیق وہ وعدہ خلاف نہین ہی جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ کی خلافت درست ٹھہری اونھون نے اپنے مرض موت مین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ
مقرر کرکے ایک عہدنامہ لکھا اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دستخط چاہا تمامی صحابہ نے
دستخط کیے اور وہی دستخط قائم مقام بیعت ہوے اجرلے کار خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
اور کثرت فتح اونکی کتب تواریخ سے ثابت ہی حاجت دلیل وبرہان نہین اونھون نے بدست ابولولو
مجوسی کے جو واسطے کم کرانے اپنے خراج کے آیا تھا اور خلیفہ ثانی نے نرم کیا گوشہ مسجد مین
وہ شقی بیٹھا رہا وقت نماز صبح رکعت اولی تکبیر مین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چھری
ماری اور چاک کیا آپ بیہوش گر پڑے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہوکر
نماز تمام کی اور قاتل کا قصد گرفتاری کیا اوسنے اور چند کس کو زخمی کیا آخر ش ہر تہ بلاک
ہوا خلیفہ ثانی کو مکان پر اونکے لائے جو کچھ پلاتے تھے از راہ جراحت نکل آتا تھا اوسی علت مین
شہید ہوے اور خلافت کو درمیان چھ آدمی صحابہ جلیل القدر یعنی حضرت عثمان ذی النورین
اور حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب اور طلحہ اور زبیر اور سعد بن ابی وقاص اور
عبد الرحمن بن عوف رضوان اللہ علیہم اجمعین کے چھوڑی تب سے روافض ابولولو کو
بابا شجاع الدین کہتے ہین اور بجاے عید الفطر عید غدیر جو سا ہن ہماہ وہ عطاے خلافت گذرا
اور بمقام عید الاضحی عید شجاع کرتے ہین اور ایسا ہی غدا ج روز شہادت حضرت علی کرم اللہ
وجہہ وحضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو عید جانتے قصہ کوتاہ پس از مشورہ وثالثی خلافت
اوپر حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کے قرار پائی وہ اپنی خلافت مین مروان بن حکم کو جو

قرابت اوس سے رکھتا تھا اور امور ریاست مین ہوشیار تھا باپ کو اوسکے آنحضرت صلعم نے
باعث آمیزش با منافقین شہر بدر کیا تھا اور خلیفہ اول و دوم بھی اوسکو دور در رکھا کیے
خلیفہ ثالث نے اوسے بلا لیا اور تمام کار خلافت مین زیر و مشیر کیا اور خود بذات شریف سے
کم توجہ بامور خلافت فرمائی بہت رعایا ہاتھ سے مروان کے تنگ آئی اور حضرت خلیفہ چہارم
دادخواہ ہوے کہ خلیفہ ثالث مروان کو معزول کرین لیکن چونکہ اوسی حیلے سے حضرت ذی النورین
رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تھی کب اثر پذیر ہو چنانچہ رعایاے مصر باغی ہوکر قصد خون
مروان کیا و باعث حمایت اوسکے خلیفہ ثالث کا بھی کیا اور محاصرہ کر رکھا حضرت محمد بن ابی بکر
رضی اللہ عنہ نے حضرت خلیفہ ثالث سے شکایت عدم یاری زمانہ کہکے کسی قسم کا روزگار طلب کیا
خلیفہ ثالث نے حکم نیابت دمشق عطا فرمایا اور مروان کو واسطے لکھنے سند کے اجازت دی
مروان عداوت مستمرہ پوشیدہ رکھتا تھا سند مین بجاے لفظ فاقبلوا کے فاقتلوا لکھکر مہر خلیفہ سے
مزین کیا اور حوالہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے کیا اور پوشیدہ دوسرا خط بنام رعایاے
دمشق کے لکھا اور اپنے غلام کو سانڈنی پر سوار کر روانہ کیا حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما
اس ماجرے سے ناواقف روانہ دمشق ہوے اور اثناے راہ مین عبداللہ بن سبا یہودی سے
ملاقات ہوئی وہ غلام مروان سوار ہوکر ملا اوس سے پوچھا انھون نے پہلے کچھ جواب ندیا آخر
اپنا دمشق جانے کا قصد بتایا حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو شبہہ ہوا اور غلام مذکور سے
تلاش کی ایک خط خاص مروان کا پایا اور اوسکو کھول لینے سے ارادہ قتل کرنے کا صاف
دیکھا تب حسب صلاح عبداللہ بن سبا اپنی سند کھولکر مطالعہ کیا اور نہایت متعجب ہوکہ
خلیفہ ثالث باوجود دعوی دوستی پدر میرے کے ایسا کام کرین خود مع عبداللہ بن سبا
و غلام مروان کو لیکے مراجعت مدینہ منورہ کی اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے
دادخواہ ہوے حضرت امیر نے خلیفہ ثالث سے ماجراے خط وکتابت پوچھا خلیفہ نے جو قرار واقعی
تھا بیان کیا کہ درحقیقت ان باتون کی اونکو خبر نہ تھی چنانچہ ہنوز طے نہ پایا تھا کہ باغیون کا

روز بروز غلبہ تھا اور حضرت خلیفۂ ثالث کو محاصرہ کر کے تیر و تفنگ برساتے تھے ہر چند غلامان حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ آمادۂ قتال و جدال ہوتے تھے مگر آپ منع فرماتے کیونکہ آنحضرت صلعم نے آپکو
بشارت شہید ہونیکی دی تھی چونکہ عبد اللہ بن سبا جو رئیس فرقۂ روافض کا ہے قوم یہودی تھا
اور منافقانہ طور پر ایمان لایا تھا اور اپنے کو ملقب بشیعۂ علی کیا تھا حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ
عنہما کو اغوا دیکر اور چند رفیقوں کو ہمراہ لیکر از راہ نقب محل اندر خلیفۂ ثالث کے گھسا شب کو
خلیفہ تلاوت قرآن مجید مین مشغول تھے حضرت محمد بن ابی بکر نے پیش قدمی کر کے ریش مبارک
خلیفۂ ثالث رضی اللہ عنہ کی پکڑی خلیفہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم میری عزت کیا کرتے تھے اور
پدر بزرگوار تمہارے تجھے مانتے ایسی گستاخی نکر و حضرت محمد بن ابی بکر کو تاب استقامت نہوئی لپسپا
ہو گئے معاونان نے وقت فرصت کو غنیمت جانا اور خنجر تیز سے قصد خون کیا خلیفہ نے ہاتھ سے روکا
مگر اول ضربہ سے بند دست جدا ہوا کلام قدیم کی آیۂ کریمہ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ یعنی پس کفایت کرتا ہے تمکو اللہ تعالی اور وہ سنتا و جانتا ہے پر خون ٹپکا آپنے فریاد و فغان
نکی کہ مبادا خلعت شہادت سے محروم رہون جب ترم محترم خلیفۂ ثالث نے نعرے مارے اشقیا
شہید کر کے راہ نقب سے بھاگے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خبر ہوئی آپ نے واسطے محافظت کے
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و پسران حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کو واسطے محافظت کے
متعین کیا تھا جلد بر خلیفۂ ثالث پونہچے اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے سینے پر شدت سے
دھکے مارے اور پسران طلحہ و زبیر کو بہ کہا کہ تم کس کام کے لیے یہان متعین تھے اونھون نے بے علمی
ظاہر کی کیونکہ راہ نقب سے کچھ آگاہ نتھے در باب دفن خلیفۂ ثالث باغیون نے نہایت یورش
کی یعنی روضۂ منورہ مین مجال کیا جنت البقیع مین بھی دفن ہونے کے روادار نہوے ناچار
بیرون جنت البقیع کے دفن کیے گئے اور وہ خون ہنوز مصحف عثمانی مین موجود ہے اور اہل عرب
اوسکی زیارت کرتے ہین خاقانی شیروانی نے اپنی کتاب تحفۃ العراقین مین لکھا ہے شعر
عثمان چو بہ احمد اقتدا کرد + نے بر سر گنج سر فدا کرد + گلگونہ نمود خون عثمان + بر روے مجلد است

قرآن ہر دو خون مظہر چنان کس + گاگونہ قدسیان منزوایس + من بعد مصریان مست بیعت
ساختہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے پیش لائے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اہل حل و عقد
نہین ہو یہ بات البتہ بدر والون کو سزاوار ہے او مراد اوس سے تاخیر کرنا امر بیعت مین تھی
باشندگان بدر کے حاضر آئے اور بیعت کی خبر قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت ام المومنین
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جب پونہچی آپ نے حضرت امیر کو قصاص لینے کے واسطے پیغام
کہا اور دونون جانب سے اصرار حد کو پونہچا حضرت امیر کو قصاص لینے مین اوسوقت
امر بیعت مین فتور منظور رہا علاوہ آپکے پاس قاتل شخص معین نہ ٹھہرا آدمیون نے حضرت
عائشہ صدیقہ کو بار بار قاتلون کی بے پروائی بیان کر کہی آخرش حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما
زبیر کو ہمراہ لیکے ارادہ مکہ معظمہ کیا اور شہر بصرہ مین پونہچے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ
واقع ہوئی بہت آدمی اوس جنگ مین مارے گئے اسیکو جنگ جمل کہتے ہین لشکر ام المومنین کو
شکست ہوئی اور حضرت امیر نے فتح پائی چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت خلیفہ ثالث سے
یک جدی تھے اسلیے مقام صفین مین صف آرا ہوے اور قصاص خون حضرت عثمان رض کا چاہا
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بڑی لڑائی ہوئی اور بعد از قتل لشکریان مصالحہ درمیان آیا ان
دونون لشکر سے جو یہان مقام نہروان کے خارج اطاعت سے امام برحق حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے ہوگئے اور کہا ہمکو امام کی ضرورت نہین ہے چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رض کو
حضرت امیر نے واسطے فہمائش کے اونپر بھیجا او تھوڑے آدمیون نے اطاعت قبول کی اور
بہت تحت ذوالفقار حیدر کے آئے اور منافقانہ طور پر بعضے ایمان لائے از انجملہ عبدالرحمن
ابن ملجم نے حضرت امیر کو شہید کیا اور عبداللہ بن سبا جسکا ذکر سابق گذرا وہ پہلے تفضیل حضرت
امیر او خلفائے ثلثہ کے لوگون کو تعلیم کیا کرتا جب حضرت امیر نے عقیدے سے اوسکے مطلع
ہوکر اوسی نسبت نکالدیا تب حضرت امیر کو شریک ذات معبود کہکے لوگون کو بہکایا خلاصہ
یہ کہ [illegible] زمانہ مین رافضی و خارجی دونون ظاہر ہوے اور ایسی خانہ جنگی لگا امت مین

ہوچکی ہیں جیسا اوپر مذکور ہوا سنت وجماعت جنگ جمل کو ماں بیٹے کی لڑائی جانتے اور جنگ
صفین کو بھائی بھائی سے قضیہ سمجھتے ہیں آنحضرت صلعم اس فتنہ سے اشارہ فرما گئے ہیں اور
اپنے اصحاب کا قصور پکڑنے سے منع فرمایا قال علیہ السلام خیر القرون قرنی ثم
الذین یلونہم ثم الذین یلونہم الله الله فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی
یعنی فرمایا آنحضرت صلعم نے نیک زمانہ میرا زمانہ ہی پھر نزدیک اوس سے زمانہ پھر نزدیک اوس سے زمانہ
واسطے خدا کے میرے اصحاب کا عیب مت پکڑو بعد میرے اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
کسی نے ان دونوں لڑائیوں کا حال پوچھا آپ نے آیہ کریمہ سے جواب دیا تلک امۃ قد خلت
لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون یعنی یہ گروہ
تھا گذر گئے وہ اپنے کیے کی جزا پاوینگے اور تم اپنے کیے کی جزا پاؤ گے اور تم نہ پوچھے جاؤ گے کہ انہوں نے
کیوں ایسا کام کیا تھا ؎ گفت آن قصہ با خدا گذار ۔ بندگی کن ترا بحکم چہ کار ۔ حضرت امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی خلافت میں عبدالرحمن بن ملجم کو محتسب کوفہ مقرر کیا تھا ایک عورت خارجی
بنام قطام کوفے میں تھی ابن ملجم اوسپر عاشق ہوا اور اپنا وصال اوس سے چاہا معشوقہ نے کابین
اپنا سر مبارک حضرت امیر چاہا کیونکہ اوسکے باپ بھائی وغیرہ اقربا آپ کے ہاتھ سے مارے گئے تھے
ابن ملجم نشئہ شہوت سے مخمور تھا وعدہ واثق کیا اور تیغ زہر آلود زیر پیراہن چھپا کے منتظر کمین ہا
وقت فرصت میں غلامی غنیمت جانکر ایک ضربہ سخت سر پر حضرت شیر خدا کے مارا اور قصد
کرنے کیا گرفتار ہوا اور قصاص کیا گیا آنحضرت صلعم نے اس امر کی بھی خبر دی تھی ایک روز ذکر
حضرت صالح عم کی اونٹنی کا کیا کہ ایک شقی نے شتر صالح عم کو ہلاک کیا تھا واسطے ایک عورت کے
اور میری امت میں ایک شقی تر ہو گا کہ شیر خدا کے سر پر ایسی ضرب شمشیر ماریگا جس سے داڑھی
اونکی سرخ ہوگی اور ویسا ہی وقوع میں آیا حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو مکان پر
لائے اوسی زخم کاری سے شربت شہادت نوش فرمایا ان بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
کو مسند خلافت پر بٹھایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلافت پر تھے حضرت امام نے خلع

مناسب جانا اور قتل سے خلائق کو بچایا بدست حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیعت کی

اسمائے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم	سال ہجری	ماہ	روز
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۲	۵	۳
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۱۰	۶	۲۹
حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ	۱۲	۳	۲
حضرت امام علی کرم اللہ وجہہ	۴	۹	۳
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ	۳	۶	۲

فرمان والاشان آنحضرت صلعم الخلافة من بعدي ثلثون سنة یعنی خلافت بعد میرے تیس برس تک ہی صادق آیا اور مضمون حدیث تدور رحی الاسلام الی خمس وثلثین سنة یعنی چکی اسلام کی پینتیس برس تک پھریگی از وقت ہجرت تا زمان رحلت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شمار کرنا چاہیے کیونکہ بعد شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پھر مدینہ منورہ مین خلافت نہوئی اور فرمان آنحضرت صلعم الخلافة بالمدينة والملك بالشام یعنی خلافت مدینہ منورہ مین اور بادشاہی شام مین ظاہر ہوا کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تخت کوفے مین رہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا شام مین

وصل

قال عليه السلام لا يزال الاسلام عزيزا الى اثنى عشر خليفة كلهم من قريش یعنی فرمایا آنحضرت صلعم نے ہمیشہ اسلام غالب ہیگا بارہ خلیفہ تک اور سب خلیفہ قریش سے ہونگے بعضے سنت وجماعت مراد اس بارہ خلیفہ سے تمامی مدت عزت اسلام تا دا نان قیامت پکڑتے ہین اور خلفاے اربعہ و حسن و معاویہ و ابن زبیر و عمر بن عبد العزیز و مہدی عباسی و طاہر عباسی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو شمار کرتے باقی رہے دو خلیفہ ایک اونمین سے حضرت مہدی آخر زمان رضی اللہ عنہ ہین روافض اگر مورد اس حدیث کو دوازدہ

امام پر فرود لاتے ہین تعجب نہین ہی کیونکہ انکی عادت ہی کہ معنی قرآن و حدیث کو بگاڑتے ہین ہر گاہ
حضرات ائمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا خود خاندان مین بطور جامعیت اتحاد نہین پایا جاتا
ہی او نسے عزت اسلام کسطرح ثابت ہو سکتی ہی در زمان حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرات
عباس و عقیل رضی اللہ عنہما برخلاف رہے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے حضرت امام حسین
رضی اللہ عنہ بباعث صلح ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نہایت ناخوش ہوے اور فرمایا
کہ اگر بھائی میری ناک تراش لیتے وہ بہتر تھا کیون معاویہ سے صلح کی حضرت محمد بن حنیف
رضی اللہ عنہ حضرت امام زین العابدین سجاد رضی اللہ عنہ سے یہانتک کہ نوبت ثالثی
حجر اسود کی پونہچی اور حضرت زید شہید رضی اللہ عنہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے تا حضرت
امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ زمانہ مان خاندان سے اونکے ایک ایک مخالف صادر ہوتے گئے
درباب وجود حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ہر فرقہ راے جدی جدی دیتے ہین اگرچہ فرقہ
امامیہ قائل ہین کہ وہ بخوف دشمنان پوشیدہ ہین اور وقت فرصت خروج فرماوینگے
یہ بات انکی قابل سند نہین ہی کیونکہ اگر خود امام زمان معین و مددگار ہونے سے خروج فرماتے
تو جسوقت ایران مین سلاطین صفویہ کا دور دورہ چلا اور ہندوستان مین نورجہان بیگم کا
زمانہ تھا اونکے خروج کے لیے بہتر تھا کیونکہ جسقدر توپخانہ و آلات لڑائی درکار ہوتے سب
مہیہ ہو جاتے اور اگر وقت خروج سے مراد بہتری اپنے پیرون کی منظور ہی وہ بھی گذر گیا
جب ماوراءالنہر والے نے اہل خراسان خصوص مشہد مقدس کے مجاورون کو تنگ کیا اور
چنگیز خان ہلاکو نے واد سفاکی و خون ریزی دی نکلنا آپکا عین مصلحت تھا پس خروج
امام زمان محض وہمی بات معلوم ہوتی ہی جیسا درباب لاش حضرت امیر ہر فرقہ علحدہ طور پر اعتقاد
رکھتا ہی کوئی کہتا ہی آسمان پر ہی ابر اونکی سواری اور رعد آواز گھوڑے کی اور کوئی کہتا ہی کہ اونکو بار
شتر پر ہی اور مغلطہ اونکا بہ سبب پوشیدہ دفن ہونے کے مقام نجف مین جو قبر اسکی بناکر
العرض الحال سنہ بارہ سو ستانوے ہجری قدسی جاری ہی انتظار خروج کا کرتے ہین

سنت و جماعت کے نزدیک حضرت مہدی رضی اللہ عنہ غائب ہو کر بزمرۂ ابدال و اوتاد و قطب کے ملے
اور جو مہدی آخر زمان پیدا ہونگے وہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے نام والد کا اونکے
عبد اللہ ہوگا اور نام اونکا محمد سن شریف چالیس برس کو پونہچیگا درمیان مکہ شریف کے رکن
و حطیم کے بیچ طواف مین ندا آئیگی هذا خليفة الله مهدي یعنی یہ خلیفہ خدا کے مہدی رضی اللہ
عنہ ہین آدمی اونسے بیعت کرینگے وہ دنیا کو عدل سے پر کرینگے جیسی آگے اونکے ظلم سے پر تھی اور
مضمون حدیث اذا رأيتم الرايات السود من خراسان فاقبلوا عليها ولو حبوا
على الثلج فان فيها خليفة الله مهدي یعنی جب تم دیکھو خراسان کی طرف سے جھنڈا
سیاہ آپس کے بڑھو اوسکی طرف اگرچہ برف گھوٹنے سے جانا پڑے کیونکہ اوسمین خلیفہ خدا مہدی ہے
اس مہدیکو مہدی عباسی جاننا چاہیے کیونکہ یہ بات گذر گئی اور تعداد بارہ خلیفہ جو اسمین مندرج کی
بہ تحقیق صاحب صواعق محرقہ کے وگرنہ محدثین شراح حدیث شمار تمامی بارہ خلیفہ کر گئے ہین بلا نزاع

فصل

جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلعم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ
عنہ قریش تھے جد اعلیٰ آنحضرت صلعم کے عبد المناف چار فرزند رکھتے تھے ہاشم و مطلب و عبد الشمس
و نوفل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اولاد سے عبد الشمس کے اور حضرت جبیر بن مطعم اولاد سے
نوفل کے اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما اولاد سے مطلب کے اور بھی آنحضرت صلعم کی پھوپھی
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے دراریام جاہلیت و اسلام مین ہمیشہ تابع فرمان آنحضرت
صلعم کے رہے اور اطاعت سے حضرت رسول الثقلین صلعم کے کبھی منحرف نہوے اور قریش
تمامی اہل عرب کو ہمسر اپنا نہین جانتے اسواسطے آنحضرت صلعم نے اپنی دونون لڑکی حضرت
رقیہ و کلثوم رضی اللہ عنہا کو اپنے چچا ابولہب کے دونون بیٹے عتبہ و عتیبہ سے شادی کردی تھی
جب سورۂ کریمہ تبت نازل ہوئی ابولہب نے اپنے بیٹون سے ناراض ہوکر طلاق دلوادیا اون
دونوں نورین کو یکے بعد دیگرے آنحضرت صلعم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح کردیا

اسیواسطے وہی ملقب ذی النورین ممتاز ہوئے اور ایسا ہی حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما کا
نکاح حضرت سکینۃ الرباب دختر نیک اختر حضرت شہید کربلا رضی اللہ عنہ سے بعد ماجرائے کربلا
ہوا تمہارے روافض اگرچہ زیادہ ماتم و شیون کے لیے میں لڑائی کربلا میں اونکا نکاح حضرت قاسم
بن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما کے بیان کرتے ہین ایسا ہی ایمان ابوطالب پدر بزرگوار
حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو سینہ زوری سے ثابت کیا چاہتے ہین اگر وہ ایمان دار ہوتا تو
آنحضرت صلعم حضرت عقیل کو جبکہ وہ جاہل تھے کل متروکہ لینے کا حکم نفرماتے کیونکہ درمیان کافر
و مومن کے وراثت نہین ہوتی وگرنہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ زیادہ تر مستحق تھے روافض میں
قاعدہ مقرر ہی کہ بڑے بیٹے متروکہ پدری بہ نسبت اور برادرون کے کچھ زیادہ پاتے ہین بلکہ وصی ہوتے
ہین اور غسل و دفن و کفن وغیرہ کرتے ہین سو حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے کچھ صدور میں نہین آیا
خدانخواستہ سنت و جماعت کو حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے دشمنی نہین ہی جو اونکے والد کو کافر کہتے
ہین یا بسبب ایمان دار ہونے باپ حضرات خلفائے ثلثہ رضوان اللہ علیہم کے حضرت امیر کو بھی زمرۂ
اونکے داخل کرتے ہین نعوذ باللہ منہ ایمان ابوطالب کا نزدیک سنت و جماعت کے ثابت نہوا
البتہ ابوطالب آنحضرت صلعم کا نہایت غمگسار تھا بجائے پدر بزرگوار کے اور مثل ابولہب کے
دشمن نہ تھا سنت و جماعت باعث عدم ایمان کسی پر لعن واجب نہین جانتے ہین اور ابوطالب
کو مومن نہین مانتے شیخ نظام الدین گنجوی نے اس بیت میں عجب کنایہ مندرج فرمایا ہی ؎
کہی باچنین گوہر خانہ خیز ÷ چو بوطالبے را کنی سنگ ریز ÷ اور شیعہ و سنی دونوں کو اونہوں نے
راضی کیا ہی یعنی شیعہ سے شاعر کہہ سکتا ہی کہ مراد ابولہب ہی اور سنی سے بیان کرسکتا ہی کہ مراد
ابوطالب ہی مگر درباب ترتیب خلافت و فضیلت کے جو راہ چلے ہین سو شیعہ و سنی کسیکا
طریق نہین ہی البتہ کسی شخص نے جو فضیلت میں حضرت صدیق اکبر و حضرت امیر رضی اللہ
عنہما کے عربی عبارت لکھی ہی شیعہ و سنی دونوں کو راضی کیا ہی من کان بنتہ فی بیتہ
یعنی وہ شخص بعد حضرت پیغمبر صلعم کے افضل ہی جسکی بیٹی اوسکے گھر میں تھی شیعہ راضی ہوئے کہ

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گھر مین تھین اور سُنی راضی ہوے کہ
حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلعم کے مکان مین تھین جیسا در باب فضیلت
حضرات صدیق وامیر رضی اللہ عنہما شیعہ سنی مین اختلاف ہی ویسا ہی حضرات صدیقہ و زہرا
رضی اللہ عنہما کی فضیلت مین گفتگو ہی بعض سنت وجماعت سکوت اختیار کرتے ہین بعضے کہتے
ہین زوجہ کو فضیلت باعتبار زوج کے ہی نہ باعتبار پدر کے اسپر روافض معترض ہوتے ہین کہ زوجات
حضرات نوح ولوط کافرہ تھین اور زوجۂ فرعون مومنہ مین جواب دیتا ہون ایمان حضرت صدیقہ کا
قطعی الثبوت ہی اہل اسلام کو اوس سے انکار کرنا مشکل ہی مگر جنگ جمل سے اگر اونکا ایمان استغفر اللہ
رخصت ہوجاوے تو روافض کہہ سکتے ہین جیسا خوارج حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو سمجھتے ہین
اعوذ باللہ منہ علاوہ آنحضرت صلعم کی نہایت محبوبہ ومرغوبہ ازواج مین سے تھین اہل اسلام مین
یہ بھی ثابت ہی کہ جسم مبارک آنحضرت صلعم کا جس زمین سے ملا ہوا ہی دنیا کی تمامی زمین سے بہتر ہی
اس بزرگی سے تفضیل حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اوپر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے باعتبار
چھونے وجود مبارک نبوی کے ظاہر ہی اور شاید اسپر قصہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا مادر غمخوار
حضرت امیر رضی اللہ عنہ کا ہی کہ آنحضرت صلعم نے انکو اپنے پیراہن کا کفن پہنایا اور لحد گور مین
اونکو خود ذات بابرکات نے لٹایا حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سوال کیا کہ ایسی
مہربانی ساتھ کسیکے نکی گئی سبب کیا ہی آپ نے جواب دیا کہ یہ میت بجاے میری مان کے ہی اور
خداوند تعالی نے حرام کیا ہی اوس مین کو کہ جہان میرا بدن چھوجاے میت پر عذاب گور حرام ہی
اور آتش دوزخ کو کہ ساتھ پیراہن میرے کے کسیکو جلاوے معہذا نص صریح فضیلۃ
العایشۃ علی النساء کفضل الثرید علی الطعام یعنی فضیلت عایشہ کی اوپر عورتون کے
ہی جیسے فضیلت گوشت روٹی کی اوپر تمامی کھانے کے ہی ہر چند اس مقام مین مراد نساسے آپکی
ازواج مطہرات ہین لیکن باعتبار استعمال لفظ عام کے حصر کی ادنی ضرورت نہین ہی شعر کجا بودم اکنون فتادم کجا
عنان سخن شد زنیکم رہا حضرت محمد بن ابی بکر پرنانا حضرت امام جعفر صادق کے ہین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اولاد

عبد الشمس کے ہین ایام جاہلیت مین پدر اونکا ابو سفیان آنحضرت صلعم سے کسی لڑائی مین
پیش آیا اور ہان اونکی ہندہ نے حضرت سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے بعد شہادت کے ناک و کان
وغیرہ کاٹے اور سینہ چاک کرکے جگر کو اونکے چبایا تھا جب مکہ معظمہ فتح ہوا اور کفار ایمان لائے
آپ نے امور گذشتہ کا کچھ انتقام نہ لیا بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت ام حبیبہ
سے نکاح کیا اور جو روافض کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے وحشی قاتل حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو
وقت ایمان لانے کے نظر رحمت سے نہ دیکھا کہ مجکو اپنے چچا کا قتل یاد آتا ہی سراسر لوچ ہی کیونکہ
خلاف مقتضائے نص قرآن ہی حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ یعنی آنحضرت
صلعم مومنون کا نہایت لالچ رکھتے تھے اور اونپر مثل پدر بزرگوار کے زیادہ مہربان تھے حالانکہ
یہ وحشی ہمیشہ فخر کرتا تھا کہ ایام جاہلیت مین اشرف الناس کو قتل کیا یعنی حضرت حمزہ رضی اللہ
عنہ کو اور وقت اسلام اخس الناس کو قتل کیا یعنی مسیلمہ کذاب کو الحاصل حضرت معاویہ رضی اللہ
عنہ نے جو حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے مخالفت کی اور امام حسین رضی اللہ عنہ سے یزید نے خلاف
کیا اے عزیز جب قرابت انکی دریافت کی بات سمجھکے اونکی شان پر کہنا چاہیے حضرات محمد
ابن ابو بکر و عبد اللہ بن عمر و معاویہ رضی اللہ عنہم کو خال المومنین اور حضرات طلحہ و زبیر رضی اللہ
عنہما کو عم المومنین مانتا اور حضرت محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہما حضرت اسما بنت عمیس رضی اللہ
عنہا کے بطن سے تھے پہلا نکاح انکا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا پھر حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور اسبات کی خبر آنحضرت صلعم نے
انکو صغر سن مین اپنے معجزے سے دی تھی کہ میری امت مین سے تین شخص یکے بعد دیگرے تمکو
نکاح مین لاوینگے اور سب بہشت مین جائینگے اور تم بھی بہشت مین جاؤگی پس تم
اونمین سے کسکو قبول کروگی حضرت اسما نے جواب دیا کہ شخص اول کو یہ فائدہ یاد رکھنا کہ
بس کام آویگا اور محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہما اپنی مان کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
مکان مین چلے گئے اور بروز وفات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بھی حضرت اسما رضی اللہ

عنہا کے نکاح مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تھین حاضر تھین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانے
مین بعد انتقال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اونسے نکاح کیا اس مقام مین جاے غور ہی کہ خلافت
منصوبہ و زن منکوحہ کو حضرت امیر رضی اللہ عنہ لیوین اور باغ فدک کو چھوڑ دیوین کچھ معنی نہین ہین
اور حضرت زہرا رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اسقدر ناراض ہین کہ منع
حضور جنازہ سے وصیت کرین پھر حضرت اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے دس دن پہلے اور
بعد وفات و دفن و کفن کے گھر جانے سے دلیل ناراضی نہین ہوسکتی ہی البتہ جو سنت و جماعت نے
روایت کی ہی وہی صحیح معلوم ہوتی ہی کہ حضرت زہرا نے حضرت اسما سے کہا کہ مین نے اپنی زندگی مین
کسی اجنبی کا سامنا نہین کیا بعد انتقال میرے جنازے کو آخر سب مرد دیکھینگے مجھے بڑی شرم
آتی ہی حضرت اسما نے ایک نعش گہوارہ جو بالفعل زنانہ جنازہ پر مروج دیار اسلام ہی کرکے دکھایا کہ مین نے
ملک حبشہ مین دیکھی ہون حضرت خاتون جنت کو نہایت پسند ہوا آپ نے اسیطرح گہوارہ
بنانے کی وصیت فرمائی اور شب کے دفن کیلیے اصرار تمام کیا چنانچہ بحسب اوسکے وقوع مین
آیا روافض کہتے ہین صبح کو حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دروازے پر حضرت امیر رضی اللہ
عنہ کے آئے اور کہا کہ کل شب کو پوشیدہ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کو دفن کرانیکا کیا باعث ہی
ہر چند حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے قسم شرعی کھائی اور اونکی وصیت بتائی باور نکیا آخر الامر
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صلاح ٹھہری کہ نماز جنازہ بدون امام درست نہین ہی لاش قبر سے
نکالی جاے اور بطریق جواز نماز جنازہ پڑھی جاے جب اصرار حد کو پہونچا حضرت حیدر کرار نے
ذوالفقار کو نیام سے کھینچا اور قبر شریف پر سوار ہو کہا کہ مجال کسکی ہی جو لاش گور سے نکال سکے
تب وے دونون لوٹ گئے اور اس بات کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطور پیشین گوئی کے خبر فرما گئے
تھے کہ وہ دن نہایت سخت ہی جو اسد اللہ الغالب مٹی کے گھوڑے پر سوار ہونگے چنانچہ
ویسا ہی وقوع مین آیا جواب کہتا ہون شاید کہ تقیہ اسوقت مرتفع ہوگیا تھا مگر بوقت
غصب خلافت اور باغ فدک اور شمشیر پہلو مین حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کے گرگئے اور اسقاط

حمل گرانے اور حضرت کلثوم رضی اللہ عنہا کو زبردستی نکاح کرنے کے وقت البتہ فرض و واجب تھا
پیچ تو یہی آدمی جیسے خوب گرم ہوتا ہے تب اوسکو غصہ آتا ہے اور یہی سنت و جماعت درحین آغاز
خلافت حضرت امیرالمومنین رضی اللہ عنہ کے بنام شیعۂ اولی ملقب تھے جیت وافض اس
نام کو لینے پر دھرا و یا اس سے کنارہ کش ہوے جیسے اس زمانے مین مومن
جولاہے کو کہتے ہین پر اس لقب سے کچھ اونکو فائدہ نہین ہے ع برعکس نہند نام زنگی کافور

فصل

قال اللہ تعالی فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا
وانفسکم الایہ یعنی فرمایا اللہ تعالی نے پس کہو اے محمد آؤ بلاوین ہم اپنے بیٹون کو اور تم
تمہارے بیٹون کو اور ہم ہمارے عورتون کو اور تم تمہاری عورتون کو اور ہم ہمارے نفسون کو
اور تم تمہارے نفسون کو آنحضرت صلعم نے اس آیت کریمہ کو بحکم خداے عزوجل بمقابلہ نصاراے نجران
پڑھا اور بجاے فرزندان حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو اور بجاے زنان حضرت فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا کو اور بجاے اپنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ہمراہ لیکر بجانب کفار واسطے
مباہلہ تشریف لے گئے تھے اور معنی مباہلہ یہ ہے کہ جب کوئی ہٹ دھرمی کرے اور اہل حق کو
جھوٹا بناوے اوسوقت جز لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے کا چارہ نہین ہے کفار نے صلح اختیار
کی نوبت بمباہلہ نہوئی روافض اس مقام مین بڑی کوشش کرتے ہین کہ اگر کوئی شخص حضرت
صلعم کے پاس عزیز و پیارا تھا بروز مباہلہ بمقابلہ کفار کیون ہمراہ نہ لے گئے باوجودیکہ ازواج
مطہرات واصحاب نیک ذات موجود تھے خصوص حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو بجاے اپنے
نفس نفیس سمجھے اور اسیواسطے علی منی وانا منہ یعنی علی مجھسے اور مین علی سے فرمایا
مین جواب کہتا ہون کہ بیشک یہ آیہ کریمہ ان حضرات کی کمال فضیلت پر دلالت کرتی ہے البتہ
خوارج و نواصب کے سامنے خود سنت و جماعت پیش کرتے ہین لیکن ہمراہ لیجانا ان حضرات کو
واسطے اطمینان کفار کے تھا کیونکہ ازواج اونکی مثل ازواج مطہرات آنحضرت صلعم کے دائم

وقائم نکاح اونکے نہ تھے وامہات المومنین کا خطاب جناب باری عز اسمہ سے نہ پائے تھے و حرمت
نکاح تو بنص قرآنی ثابت نہو ئی تھی اگر آنحضرت صلعم انکو ہمراہ لیجاتے تو کفار کب ماننے ایسا ہی
بجائے فرزندان حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو لیگئے باعث عدم اولاد کے تھا اگر حضرات قاسم و
طیب طاہر و ابراہیم رضی اللہ عنہم زندہ رہتے تو اونکو ہمراہ نہ لیجاتے اور بیشک حضرات خلفاء
ثلثہ رضی اللہ عنہم سے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلعم سے قرابت قریبہ تھی اگر لفظ انفسنا سے
دونون کو واحد تصور کیا جائے تو نکاح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا باطل ہوتا ہی پس مجاز مراد
لیجائے اور ایسا آپ نے دوسرے کی شان مین بھی فرمایا ہی الانصار منا یعنی انصار ہم مین سے ہین
قول فیصل یہ کہ اس آیت کو اگر دلیل خلافت پر لاوین تو مین جواب دیتا ہون کہ حضرت امیر رضی اللہ
عنہ کو اوس سے زیادہ تر کوئی ثبوت درکار نہ تھا اپنے حق کے لیے حضرات خلفاء ثلثہ رضوان اللہ
عنہم سے مباہلہ کیا ہوتا و در صورت عدم استحقاق خلافت حضرات خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم
مانند نصارائے نجران صلح اختیار کرتے وگرنہ آپ باوجود فاضل ہونے کے اقتداے مفضول ساری
عمر کرتے سے ہے بطور تقوا عند روافض نماز اپنی تباہ کی اس مقام مین بعضے روافض خوش فہم
لکھتے ہین کہ باوجود فاضل کے امامت مفضول روا نہین ہی اور نماز امام مفضول کی فاسد ہوتی ہی
نہ مقتدی فاضل کی مگر قاعدہ ظاہرہ بنا فاسد بر فاسد سے انکار ہی اور اگلی امت مین بادشاہ طالوت
باوجود حضرت شمویل علیہ السلام کے منجانب اللہ سلطان مقرر ہوا چونکہ آنحضرت صلعم کا مراتب نبوت
و ولایت تھا حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم نے بار خلافت نبوت اوٹھایا اور حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے بار خلافت ولایت برداشت کیا اسواسطے انتساب سلسلہ تصوف
آپ سے بیشتر ہوا اور آنحضرت صلعم خاتم الانبیا تھے حضرت امیر رضی اللہ عنہ خاتم الخلفا بنے اور
جیسا اولیا کو ظاہر ہونا ضروری نہین ہی امیہ کو پوشیدہ رہنا درکار نہین اور انبیا سے صدور معجزہ
ثبوت طلب کرنے منکر کے عجز ضروری ہی اور اولیا سے ظہور کرامت بطور جواز کے
امامت و درست ہی ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + لوگون نے آنحضرت صلعم سے

در باب خلیفہ بنانے کے سوال کیا آپنے فرمایا کہ جو حذیفہ کہے اوسپر عمل کیجیو اور جو عبد اللہ پڑھے
ویسا ہی پڑھیو اس جگہ خلیفہ نہ بنانے کا بھید کھولا کہ دین کامل ہو چکا ہے اب وسکو قائم رکھنا
ظاہر مین کار سلاطین ہی اور باطن مین کار علماے دین ہی اگر کسیکو خلیفہ مقرر فرماتے یا وصیت
کر جاتے تو البتہ مخالفت سے اونکی امت سر بسر گناہگار ہو جاتی چنانچہ آپنے مرض موت مین
یکبار چاہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلاوین اور خلافت نامہ لکھدیوین پھر فرمایا خدا اور
مومنین سواے ابن ابی قحافہ کے دوسرے کو قبول نکریگا اور توافق راے حضرت فاروق
رضی اللہ عنہ سابق مذکور ہو چکا ہی بالفعل حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ
کی بیعت الرضوان کا حال لکھتا ہون کہ آنحضرت صلعم نے جب تلے درخت بیعت
الرضوان کے اصحاب سے بیعت لی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بسبب تجہیز و تکفین حضرت رقیہ
رضی اللہ عنہا کے حاضر نہ تھے آپنے اپنا دست چپ قائم مقام ہاتھ حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کے فرمایا اور کہا ھذا ید عثمان یعنی یہ ہاتھ عثمان کا ہی قال صلعم ارحم امتی بامتی
ابو بکر واشدھم فی امر اللہ عمر واحیاھم عثمان واقضیٰھم علی یعنی میری امت کے رحیم تر
ابوبکر اور سخت تر حکم مین خداے تعالی کے عمر اور شرمندہ تر عثمان و حاکم تر علی رضی اللہ عنہم ہین
علاوہ فضیلت جدی جدی بڑی کتابون مین مذکور ہی سنت و جماعت کو بھی دو شبہہ ہو رہے سکتے
ہین اول یہ کہ جب آدمنے بدست حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیعت کی دی اگر بدست حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کے بیعت کرتے تو کیا برائی تھی اور مرض موت مین حضرت عمر فاروق رضی کو
کیون بذریعۂ وصیت نامہ اپنا خلیفہ مقرر کیا یا جیسا آنحضرت صلعم مطلق چھوڑ گئے تھے ویسا ہی
چھوڑ جاتے خواہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ مقرر کرتے یہ خلاف طریق آنحضرت صلعم کے ہی

جواب

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث سالت اللہ ثلثا تقدیم علی یابی الا تقدیم ابی بکر
یعنی پوچھا مین نے اللہ تعالی سے تین بار پیشوائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی انکار کیا سواے پیشوائی

حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ کے سنی تھی کسطرح خلاف مرضی خدا ے تعالی کے کر سکین اور خلیفہ مقرر کرنا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مانند خلیفہ مقرر کرنے آنحضرت صلعم کے نہین ہی اگر آدمی اوس سے مخالف ہوتے داخل جہنم نہوتے بخلاف مخالفت حکم آنحضرت صلعم کے قال اللہ تعالی و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی و یتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی ونصله جهنم یعنی فرمایا اللہ تعالی نے اور جو شخص مخالفت کرے رسول کی پیچھے اسکے کہ ظاہر ہوے واسطے اوسکے ہدایت اور پیروی کرے سوا ے راہ مسلمانون کے متوجہ کرینگے ہم اوسکو جدھر متوجہ ہوا ہی اور داخل کرینگے ہم اوسکو دوزخ بین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وصیت کرنا بمضمون حدیث اقتدوا باللذین من بعدي ابو بکر و عمر یعنی اقتدا کرو پیچھے میرے دو شخصون کی ایک ابو بکر دوسرے عمر کہ بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ ہونا چاہیے

شبہہ ثانی یہ کہ اگر باغ فدک حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کو دیتے تو کیا ہوتا جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خنجر و زرہ مبارک آنحضرت صلعم کا دیا تھا کیونکہ خلیفہ کو اختیار ہی جب آنحضرت صلعم سے جنگ بدر کے قیدیون پر فدیہ مقرر کیا اور آپکی صبیۂ سعادت نصیبہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر ابو العاص کی رہائی کے لیے اپنا عقد مروارید بھیجدیا آنحضرت صلعم نے مہاجر وانصار سے اوس ہار کو لیکر واپس کیا اور اپنے داماد کو بھی رہائی دی ؛

جواب

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ڈرے کہ اگر خلاف نص اجتہاد کرین ہر آینہ آدمی اونکو متعصب کہینگے اور مہاجر وانصار ہر وقت اوس مسئلہ کی نظیر پکڑینگے پس عہدہ برائی سے تمامی کی سراسر حق تلفی ہوگی اور یہ منصب خلافت سے دور ہی اور بھی حضرات عباس رضی اللہ عنہ وامہات المومنین رضی اللہ عنہم لب بشکوہ کھولینگے چونکہ بہت آدمیون کا کام سخت تر ہوا اوسمین جو آسان تھا اختیار کیا اور خاطرداری حضرت زہرا رضی اللہ عنہا بجالائے المومن اذا ابتلی ببلیتین فاختار اهونهما یعنی مومن جب مبتلا ہو دو بلاؤن پس

اختیار کرے جو آسان ہوا وسکو اگر ملک خاص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوتی تو مضائقہ نتھا
وگرنہ اوپر فقراء و مساکین کے ظلم صریح کرتے اور بحق بیت المال خائن کہلاتے آنحضرت صلعم
خود مالک و مختار تھے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وجبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے یکبار وقت
تقسیم مال غنیمت کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمکو حق ذوی القربیٰ کا کیون عنایت نہین فرماتے ہین
کیا مین ذوی القربیٰ نہین ہون فرمایا سچ تم ذوی القربیٰ ہو لیکن ہنگام جاہلیت مین دور رہے
اور اسلام مین مجسے ملے ہو شخص ایام جاہلیت و اسلام مین ایسا تھا اور (انگلی اپنے ہاتھون کی
شبکہ کی) اور فرمایا کہ وہ ذوی القربیٰ میرا ہی حضرت عثمان و جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہما خاموش رہے

فصل

قال اللہ تعالیٰ انا عرضنا الامانة علی السمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنها
واشفقن منها وحملها الانسان انه کان ظلوما جھولا یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے
ہر آینہ پیش کیا ہمنے امانت کو اوپر آسمان و زمین اور پہاڑ کے سو سب نے انکار کیا کہ برداشت کرین
اوسکو اور اوٹھایا اوسے انسان نے درحالیکہ ظالم و جاہل تھا روافض اس آیت سے امانت یعنی
خلافت سمجھتے ہین اور انسان سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مراد لیتے کیونکہ انکے نزدیک حضرات
ایمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مانند حضرات انبیاء و ملائک علیہم السلام کے معصوم ہین اور واسطے
خلافت کے شرط ہاشمیت و فاطمیت و عصمت بیان کرتے ہین اور جو معصوم نہوا وسکو ظالم جانتے
اور نالائق امامت کے کہتے بقولہ تعالیٰ لا ینال عھدی الظالمین یعنی خدا تعالیٰ
ظالمون کو امام نہ بنائیگا سنت و جماعت معنی اس آیت کریمہ کے بطور محققین یون بیان
کرتے ہین کہ مراد امانت سے عشق آلٰہی ہی اور انسان سے حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام ہین
حافظ شیرازی شعر آسمان بار امانت نتوانست کشید ❊ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند ❊
خواجہ کور روافض بمذمت خوارج اپنی طرف نسبت کرتے ہین اور یہ شعر اونکے قلم سے خلاف تفسیر
فاضل استرابادی کے سرزد ہوا کیا عجب ہی کہ اس شعر سے انکار کرین جیسا دوسرے اشعار کو

شعر عمرتان باد ابکام ای ساقیان نم جم + گرچہ جام ما نشد پر می بدوران شما + گرچہ دورم از بساط
قرب ہمت دور نیست + بندۂ شاہ شمائیم و ثنا خوانِ شما + ای صبا با ساکنانِ شہر یزد از ما بگو +
کای سر ناحق شناسان گوے میدانِ شما + اگر غواجہ باعث شیرازی ہونے باوجود ان اشعار کے
شیعہ حسب مذاق روافض کہلاوے بندگی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کیون نہ شیعہ کہتے ہین
کہ سب اشعار مدحیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اونسے مشہور ہین اور حضرت امام ابو حنیفہ خارجی
کوفی سے کہنا معروف اگر اہل شیراز و نیشاپور و قم و کاشان محب کہلاوین بیچارے مدنی و کوفی نے
کیا قصور کیا خصوص کوفہ حضرت خلافت پناہی و امارت دستگاہی کا جاے سکونت تھا اور مدینہ
منورہ مقام ہجرت و لایت آگہی پھر اصل بات سے دور پڑے سنت و جماعت سوا ملائکہ و انبیا
علیہم السلام کے کسیکو معصوم اعتقاد نہین کرتے اور جو معصوم نہو اوسے ظالم نہ گنتے علی الخصوص
روافض اعراف کو مقام خلود تصور کرتے ہین اور درمیان بہشت و دوزخ کے قرار دیتے اس مقام مین
کیون انکار کرتے ہین کہ جو معصوم نہو وہ ظالم ہی جیسے خود کسیکی اقتدا اسے علت نہین کرتے
شان نزول آیت کریمہ یہ ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب مکہ معظمہ بنایا اور اپنی اولاد کے
لیے اوسکی امامت کی دعا کی خداے تعالی نے فرمایا تمہاری اولاد مین سے جو کافر ہوگا اوسکو
امامت نہوگی البتہ کافر مستحق خلافت و امامت نہین ہی اور ایمان حضرات صحابہ رضی اللہ
عنہم خوب ثابت ہی اور جو روافض کہتے ہین کہ وے مرتد ہوگئے تھے نعوذ باللہ من ھذہ
الھذیانات قبل اسکے مذکور ہو چکا کہ اگر صحابہ اپنے دین سے برگشتہ ہوجاتے تو البتہ دوسرے کو
خداوند تعالی حسب وعدہ اپنے بھیجتا اور ایسا وقوع مین نہ آیا اور اللہ تعالی کا خلاف وعدہ نہین ہی
نزدیک سنت و جماعت کے جناب باری پر نہ لطف واجب ہی اور نہ مقرر کرنا امام کا البتہ و یہ
مکلفین کے امام مقرر کرنا ساتھ اون شرطون کے کہ شارع علیہ السلام نے بیان فرمایا واجب ہی
تا اجراے احکام و اقامت حدود اللہ و ابقاے شعائر اسلام کرے معصوم ہونا خطاے
اجتہاد سے ضرور نہین ہی اور امتناع صدور گناہ کا اوس سے شرط نہین ہی ہان وقت

مقرر کرنے کے مرتکب کبائر اور مصر اوپر صغائر کے نہو اور یہی معنی عدالت کے ہین اور ظاہر ہو نہ
پوشیدہ اور درکار نہین کہ اپنے ہم زمانہ سے افضل ہو اگر استحقاق امامت ثابت بنص
عام اس سے کہ کلام آلہی یا حدیث نبوی یا اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہوا ہو اوسکو
خلافت راشدہ کہتے ہین اور اگر عقل و قرائن ظنیہ سے ثابت ہو اوسکو خلافت عادلہ کہتے ہین
اور بدون استحقاق کوئی زبردستی سے مسند خلافت پر بیٹھ جائے اوسکو خلافت جائرہ
اور ملک عضوض جانتے ہین خلافت حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم خلافت راشدہ ہی
پھر خلافت دو طرح تقسیم ہوئی ایک منتظمہ دوسری غیر منتظمہ جیسی خلافت حضرات خلفاء
ثلثہ رضی اللہ عنہم منتظمہ تھی اور خلافت حضرت امیر رضی اللہ عنہ غیر منتظمہ کہ باوجود سعی
و جانفشانی کے کچھ بکار آمد نہوا اور حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم واسطے اعلاے کلمۃ اللہ
کے ساتھ کفار کے ہمیشہ لڑا کیے اور حضرت اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ کو اتفاق لڑائی کا
کلمہ گویون سے ہوا چنانکہ شامیان در وقت معرکہ کہتے تھے کہ یہی قرآن مجید درمیان ہمارے
اور تمہارے ثالث بنے اور تمہاری خلافت اگر قرآن سے ثابت ہو تو ہم مانین حضرت صفدر
رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ قرآن خاموش ہی اور مین قرآن گویا ہون القصہ استحقاق
امامت خلفاء اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نص سے ثابت ہوا ہی اور خلافت حضرت معاویہ
رضی اللہ عنہ خلافت عادلہ منتظمہ ہی جیسا آنحضرت صلعم نے ایک روز بجانب حضرت امام حسن
رضی اللہ عنہ توجہ فرماکر کہا کہ یہ پسر میرا اصلاح ایک قضیہ کی کریگا بعد اوسکے ساٹھ
سال ہجری کو بُرائی سے یاد کیا اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ معاویہ بادشاہ ہوگا اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے توریت مین
آنحضرت صلعم کا نشان اسطرح پایا تھا کہ جاے ہجرت نبی آخر الزمان کی مدینہ اور بادشاہی
شام ہوگی بعد اوسکے خلافت جائرہ اور بادشاہ گزندہ ہی یزید و حجاج و ولید وغیرہ
ان سب کی خلافت غیر منتظمہ ہی آنحضرت صلعم نے تفسیر مین سورۂ انا انزلناہ فی لیلۃ

القدر وما ادرٰىك ما ليلة القدر ليلة القدر خير من الف شهر فرمایا ہزار مہینہ دولت
بادشاہی بنی امیہ ہی اوس سے یک شب بہتر ہی ہرچند خلافت مین خلفاء بنی امیہ کے احادیث مدح
وذم دونون وارد ہوے ہین وجہ اوسکی یہ ہی کہ یہ لوگ قابل خلافت نتھے جبر بردستی سے مسند
خلافت پر بیٹھے ناچار حکم انکا ماننا اور قبول کرنا پڑا کہ مرضی شارع فساد نکرنے پر ہی کما قال
علیہ السلام الصلوة واجبة علیکم خلف کل امام ولو کان فاجرا والجهاد
واجب علیکم مع کل امام ولو کان جائرا یعنی فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ نماز پڑھنی
واجب ہی تمھارے اوپر پیچھے ہر امام کے اگرچہ وہ گناہگار ہو اور جہاد کرنا واجب ہی تمھارے اوپر
حکم سے ہر امام کے اگرچہ ظالم ہو مگر درمیان سے خلفاے بنی امیہ کے عمر بن عبد العزیز رحمة الله
علیہ کہ مجدد اول صدی کے تھے نہایت عادل و عالم و متقی گذرے اور احادیث مدح کو طرف
عادلون کے پھیرنا چاہیے اور ایسی ہی خلافت خلفاے مروانیہ و عباسیہ جائرہ ہی مگر طاہر عباسی
و مہدی عباسی کہ شان مین ان دونون کے احادیث وارد ہو چکے اور بعد اوسکے سلطنت
جائرہ و مانند چنگیز خان ہلاکو اور ترکون کی اوپر ملک اسلام کے ہوئی آنحضرت صلعم نے اس
امر کی خبر اپنے معجزے سے دی تھی کہ میری امت آدھے دن تک رہیگی آدمیون نے پوچھا کہ یا رسول الله
فرمائیے کہ آدھا دن کس قدر ہی کہا پانسو سال ان یوما عند ربك كالف سنة مما
تعدون یعنی ہر آئینہ ایک دن تمھارے خدا کے پاس مثل ہزار برس کے ہی جیسا تم شمار
کرتے ہو اور بعد پانسو ہجری قدسی کے خلفاے عباسیہ مین ضعف و سستی آئی

فصل

قال الله تعالى لا يتخذ المؤمنون الكافرين اولياء من دون المؤمنين ومن يفعل
ذلك فليس من الله في شيء الا ان تتقوا منهم تقاة الاية یعنی فرمایا الله تعالى نے
نہ پکڑے مومن کافرون کو دوست سواے مومنون کے اور جو کرے ایسا پس نہین خدا سے
کوئی چیز مگر یہ کہ ڈرو اونسے ڈرنا ۔ واضح اس آیت سے تبرا اور تولا اور تقیہ واجب جانتے اور

کہتے ہین جب تک تبرا حضرت خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم پر نکریگا حضرت ولایت پناہ رضی اللہ عنہ کے تولا کا معتقد کسطرح ہوگا جیسا مفاد کلمہ طیب کا اوسوقت پاوے جب تمامی معبودوں سے کفار کے انکار و تبرا کرے ہین جواب دیتا ہون کہ اعتقاد امامت فرع اعتقاد نبوت کا ہی اور تمامی فرقہ اہل اسلام نبوت حضرت خاتم النبین صلعم کے معتقد ہین اور انکو اعتقاد نبوت حضرات انبیا آدم عم سے تا عیسیٰ عم ضرر نہین کرتا ہی کسواسطے اعتقاد امامت حضرات خلفاے ثلثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ساتھ عقیدۂ خلافت وامامت حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ضرر کریگا اور جیسا کہ ہم اعتقاد کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم حضرت ابوالبشر آدم عم سے اول مخلوق ہوے اور حضرات انبیا عم سے افضل ہین ولیکن آخر زمانہ مین مبعوث ہوے ایسا ہی اگر تسلیم کرین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ افضل اپنے زمانے کے تھے اور مستحق خلافت مرتبۂ چہارم کے ہوے یہ عقیدہ ساتھ اعتقاد خلافت خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے ہرگز مخالف نہین ہی اور تحقیق گذر چکا کہ حضرت خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم قطعی مومن تھے پھر اونکو کافر کہنا اپنا ایمان کھونا ہی اب کتاب سے روافض کے بھی انکا ایمان ثابت کرتے ہین کما فی کشف الغمۃ عن معرفۃ الایمۃ انہ سئل الامام ابو جعفر علیہ السلام عن حلیۃ السیف هل یجوز فقال نعم قد حلی ابو بکر الصدیق سیفہ بالفضۃ فقال الراوی اتقول هکذا فوثب الامام عن مکانہ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ قولہ فی الدنیا والاخرۃ یعنی سوال کیا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے کہ آیا موٹھ بنانا تلوار کا چاندی سے درست ہی کہا ہان جائز ہی تحقیق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چاندی کی موٹھ بنائی تھی کہا راوی نے آپ بھی ایسا کہتے ہین پس کودے امام اپنے مکان سے اور کہا سچے صدیق سچے صدیق سچے صدیق پس جو شخص نہ کہے اونکو صدیق اللہ تعالیٰ اوسکو سچا نہ بناوے دنیا و آخرت مین سئل الامام محمد بن علی الباقر عن تزویج ام کلثوم فقال لولا انہ رآہ اهلا لما کان یزوجها

ایاہ وکانت اشرف نساء العالمین جدھا رسول اللہ صلعم واخواھا الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ وابوھا علی ذو الشرف والمنقبۃ فی الاسلام وامھا فاطمۃ بنت محمد صلعم وجدتھا خدیجۃ بنت خویلد رضی اللہ عنھم یعنی جو امام باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کسی نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی پر آپ نے جواب دیا اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دولہا موافق نہوتے تو کیون شادی اونکی اونسے ہوتی حالانکہ دولھن نہایت شریف خاندان سے تھین جنکے نانا آنحضرت صلعم اور دونون بھائی سید اشباب اہل الجنۃ حسن و حسین اور باپ اونکا حضرت علی صاحب عزت و مرتبہ اسلام مین اور مان اونکی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیٹی حضرت محمد صلعم کی اور نانی اونکی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہم ہین اور کتاب سے سنت وجماعت کے محدث دارقطنی نے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے واسطے علی کرم اللہ وجہہ کے اے علی تم اور تمھارے شیعہ بہشت مین ہینگے مگر جو لوگ تمکو دوست جانتے ہین اور اسلام کو جھوٹ ملا منتخب کرینگے پڑھینگے قرآن کو اور نہ تجاوز کریگا چنبر گردن اونکے سے نام اونکا رافضہ ہی پس تم لڑو اونسے کہ وہ مشرک ہین کہا علی کرم اللہ وجہہ نے یا رسول اللہ کیا علامت اونکی ہی فرمایا حاضر نہوینگے جمعہ و جماعت مین اور برا کہینگے اگلون کو اس روایت سے مفہوم ہوا کہ دوستی حضرات خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم ساتھ دوستی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مخالف نہین ہی بخلاف دوستی حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض حضرات خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے منعقد نہین ہی ایسی ہی اولٹی اسکی دوستی حضرات خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم کی ساتھ بغض حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نہین ہوسکتی ہی شاعر ناصر خسرو نے کہا نظم این سنیان کہ سیرت نبیان انبغض حیدر ست نہ حقا کہ دشمنان ابوبکر و عمر اند وانرا کہ میتش بہ ابوبکر دوستی نہ چون دشمن اند چون ہمگی خصم حیدر اند نہ مومنی بقاعدہ دانی نہ کافرست بگذار شان بہم کہ نہ اشلح تنبر اند نہ یعنی تقیہ یہ ہی کہ محافظت اپنی جان و مال و عزت کی بابت دشمن کے کرنی مگر

با فراط و تفریط اوسمین ناجائز ہی خوارج کہتے ہین تقیہ ہرگز روا نہین ہی مستدل بقولہ تعالی
ان الذین توفہم الملئکۃ ظالمی انفسہم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین
فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا فاولئک ماوٰئہم
جہنم وساءت مصیرا یعنی جو لوگ دار الحرب مین مرے فرشتہ اوس سے سوال کرینگے تم
کیون بیان تھے وہ کہینگے ہم کمزور تھے فرشتہ کہیگا کیا خدا کی زمین چوڑی نہ تھی کہ تم اوسمین
ہجرت کرتے پس جہنم اونکی دوزخ ہی اور بُری بازگشت خوارج کہتے ہین تقیہ کرنا درست نہین ہی
مثلاً کوئی نماز پڑھتا ہی اور چور اوسکا مال چورالیجاتا ہی اوسکو اپنی نماز چھوڑکر حفاظت اپنے
مال کی کرنا حرام ہی ایک صحابی نام بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ اپنی عین حالت نماز مین نگاہبانی شتر کی
کیا کرتے تا کہ نہ بھاگے اوسکو بہت بد کہتے ہین اور افراط روافض کا ایسا ہی کہ ادنی طمع دنیا سے
مخالف کے کلمے پڑھتے ہین اور واسطے پلاؤ اور قورمہ کے اور مجالس ہین قبلہ و کعبہ کہلانے کو
ہرگز ہجرت روا نہین رکھتے اور مدت العمر تقیہ کرکے رہنا واجب جانتے اور حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کا رہنا اوساتھ حضرات خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے مانند حالت آنحضرت صلعم کے قبل
از ہجرت ساتھ کفار مکہ معظمہ کے سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ اقتداے حضرت امیر ساتھ خلفا کے
محض ازراہ تقیہ کے تھی اور اوس سے خود خلفا کی نماز تباہ ہوتی ہی کہ کیون باوجود فاضل
معصوم کے مفضول ظالم نے امامت کی ہین جواب کہتا ہون کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلعم قبل ہجرت
ساتھ ابو جہل و ابو سفیان و ابی بن خلف وغیرہ مشرکین و کفار کے کھانے پینے مین شریک
ہوتے تھے یا لات و عزی بتون کی پرستش مانند کفار کے کرتے تھے بلکہ ہمیشہ کفار کو برا کہتے
اور کھلا کھلا احکام الہی سناتے اور برائی اونکے افعال کی کرتے اور یہ بات مسلم ہر دو فریق
کی ہی کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ قصبہ ینبع مین بیمار ہوے اور صحابہ واسطے عیادت کے
گئے اور عرض کی کہ یہ موضع نہایت کوردہ ہی صلاح نیک یہ ہی کہ آپ مدینہ شریف تشریف
لے چلیے خدا نخواستہ اگر کوئی صورت ہو جاے پس تجہیز و تکفین قرار واقعی ہو سکیگی

آپ نے جواب دیا کہ مجھے آنحضرت صلعم نے قتل سے خبر دی ہی جب تک وہ وقت نہ آویگا مین تم عمر نگا
پھر وڑنا کسواسطے تھا اور اسقدر ذلیل و خوار ہونیکی کیا وجہ آپکو خوب معلوم تھا کہ میری
خلافت مین مجھے عبدالرحمن بن ملجم شہید کریگا مین دوسرے کے ہاتھ ہلاک نہونگا پھر ہجرت
نکرنا یا نہ لڑنا ساتھ غاصبین و ظالمین کے کیا سبب ہی اور بزرگ وعید آیہ ترک ہجرت کے آنا
کیا باعث معہذا روایت ابان شیعی مخالف تقیہ کے ہی کہ جب آدمیون نے حضرت ابوبکر رضی اللہ
عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی ابوبکرؓ نے واسطے بلانے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے حضرت عمر رضی اللہ
عنہ کو بھیجا عمر رضی اللہ عنہ نے بدروازہ امیرالمومنین آکر کہا کہ ای ابوطالب کے بیٹے دروازہ
کھولو حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے جواب ندیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو وہ لکڑی کا
جمع کیا اور آگ لگائی جب دروازہ جل گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندرون گھر کے آئی حضرت
خاتون جنت دُھڑین مار کر روتی ہوئی نکلین اور ای باپ ای رسول کرکے چلائین عمرؓ نے تلوار
پہلو مبارک کو رنجہ کیا اور دُرّے سے پیٹھ آپکی خستہ کی تب پھر پکارین ای بابا ای رسول کرکے
حضرت امیر اوسوقت حجرے سے نکلے اور عمر کی گردن پکڑکے خوب ہلائی اور ناک و کان اوسکے
ملے اور گریبان عمر کا پکڑکے کھینچا انتہی مین کہتا ہون اس مقام پر تقیہ باقی نرہا اور اگر حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے بعد از خرابی بصرہ تنگ کیا تو پھر حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے کچھ چارہ جوئی نکی جب بات یہانتک پونہچی مذہب سنت و جماعت نے
روافض سے الگ ہونیکو نام تقیہ بنام اکراہ رکھا ہی اور اوسکو رخصت و عزیمت پر تقسیم کیا
یعنی جب کوئی مخالف کسیکو تنگ کرے واسطے دفع ہرج جان و مال و آبرو کے اوسوقت
اونکی اطاعت کرنی روا ہی اور اگر نہ اطاعت کرے و قتل ہوجاے شہید ہویگا مگر ہمیشہ خصت پر
رہ نہین سکتا ہی اگر دوام اوسی حالت اکراہ مین اپنے کو تابع دشمن کریگا بیشک بزیر وعید
آیہ ترک ہجرت کہ دوزخ اوسکی جاے قرار ہی آجائیگا اللھم احفظنا من کل البلیات

فصل

قال اللہ تعالیٰ یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہٗ ام الکتاب یعنی فرمایا اللہ جل شانہ نے
مٹاتا ہی خدا جو چاہتا ہی اور ثابت رکھتا ہی جو چاہتا ہی اور پاس اوسکے اصل کتاب ہی اس آیت سے
روافض بدا کو جناب باری سے جائز رکھتے ہین اور معنی بدا کے یہ ہین کہ کوئی شخص کسی کام کرنیکا
ارادہ کرے اور پھر مصلحت نکرنیکا اوسکو اب ظاہر ہوجائے کہ قبل اسکے معلوم نہ تھا جیسا خداوند تعالیٰ
نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو واسطے قربانی حضرت اسمٰعیل عم کے ارشاد فرمایا پھر اوسمین مصلحت
نہ دیکھی اور اونکی عوض ایک دنبہ قربانی کرنیکا حکم دیا علی ہذا القیاس بہت ایسا جناب باری سے ہوتا ہی
اور اس بدا کو ثابت کرنے سے روافض کو یہ فائدہ ہی کہ خداوند تعالیٰ مہاجرین و انصار کی قرآن مجید مین
جو ستائش کی ہی سو وی اوس وقت اچھے تھے لیکن بعد انتقال آنحضرت صلعم وی دین سے بسبب
غصب خلافت و باغ فدک و تحریف قرآن وغیرہ معصیت سے قابل اوس ستائش کے نرہے مین جواب
کہتا ہون کہ اس بدا کے ثابت کرنے سے نادانی خدائے تعالیٰ شانہ کی ظاہر ہوتی ہی اور وہ اس سے
بری ہی اور قصہ حضرت اسمٰعیل عم کا بدا پر شاہد ہو نہین سکتا ہی کیونکہ حضرت ابراہیم عم سے حکم کے
بجالانے مین کچھ کوتاہی نکی پس وقت عاجزی کے بدل کو قائم مقام اصل کے کیا گیا اور سنت و جماعت
اسکو نسخ کہتے ہین کہ جب بندہ اوس کام کو بجا نہ لاسکے خداوند تعالیٰ اوسکے عوض دوسرا حکم فرماتا ہی
نہ کہ جناب باری عز اسمہ کو قبل اوسکے معلوم نہ تھا بلکہ اپنے بندیکا قدرت و عجز کو ملاحظہ کرتا ہی اور
کمال پروردگاری اپنا دیکھاتا ہی کہ ای بندے تو جب حکم بجا نہ لاسکا مین نے تیری عاجزی سے
اوسکو بدل دیا چنانچہ یہود نسخ کو بدا کہہ کے انکار کرتے ہین کہ نسخ مین جہالت الٰہی لازم
آتی ہی اور سنت و جماعت انکے رد مین قصۂ مذکورہ بیان کرتے ہین اور یہ افعال عباد کا
نسخ ہونا روا ہی نہ کہ صفات خود حضرت باری عز اسمہ نسخ ہوسکتا ہی جیسا خدا کبھی قادر تھا اور
اب ناتوان ہوگیا نعوذ باللہ منہ ویسی ہی ستائش کرنی خدائے تعالیٰ کی بحق مہاجرین و
انصار قابل نسخ و تبدیل کے نہین ہی یہ البتہ ہم آدمیون کا کام ہی کہ کسیکی ظاہر مین
تعریف و توصیف کرسکتے ہین لیکن باطن سے اوسکے آگاہ نہین ہین کہ بعد صفت کرنے کے

اوس سے افعال بد صادر ہونگے تعالی اللہ علواً کبیراً اور روافض واسطے ثبوت بدا کے
کبھی احکام منسوخۂ قرآنی دلیل لاتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر بدا مین جہل جناب باری عز اسمہ لازم آوے
تو نسخ مین بھی لازم آویگا حالانکہ نسخ دونون کے نزدیک جائز ہے مین کہتا ہون نسخ افعال العباد ہی
وقت عاجز ہونے کے نہ کہ خداوند تعالی کو مصلحت معلوم نہ تھی اب معلوم ہوئی اور یہ عقیدہ
اہل اسلام کا نہین ہے ہان اگر کوئی کہے کہ خداوند تعالی عالم الغیب ہے وہ خوب جانتا تھا کہ بندہ
اوس فعل کے بجالانے پر قادر نہوگا پھر اوسکو تکلیف مالایطاق دینا اور وقت عاجزی اوس
حکم کو تبدیل یا تغییر کرنا محض عبث ہے مین کہتا ہون یہ خداوند تعالی کی کمال ربوبیت کی
دلیل ہے اور بندے کا نام مکلف ہے اگر اوسکو یکبارگی حکم ایک ہی کرتا تو وہ احسان سے اللہ جلشانہ کے
خبردار نہوتا جیسا شب معراج مین پچاس وقت نماز پڑھنے کا اشارہ ہوا باز پانچ وقت پر
ٹھہرا علی ہذا دوسرے حکم اگر اوسکو اس حکم سے خبر نہوتی تو وہ صرف پنجگانہ کو حکم ابتدائی سمجھتا
اور پچاس کے عوض پینتالیس وقت کا کب مانتا ایسا ہی دوسرا حکم ہے اور کسی شخص کی توصیف کرنی اور
اوسکے افعال بد سے جو آیندہ سرزد ہوگا آگاہ رہنا البتہ موجب تقیہ کا ہے کہ خوف سے نہ بتایا جاے
پس ثبوت بدا مین خداوند تعالی پر سواے جہل کے تقیہ بھی واجب کرنا پڑا معاذاللہ من
ذالک اور بعضے روافض ثبوت بدا مین حکایت نقل کرتے ہین حضرات ایمۂ اہل بیت
رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہ ایک پرندہ درخت پر انڈا دیتا اور بچہ اوٹھاتا تھا اور کوئی شکاری
ہمیشہ اوسکا بچہ پکڑ لیتا اوس پرندے نے درگاہ الٰہی مین فریاد کی اوسکو الہام ہوا کہ اب
جب شکاری درخت پر چڑھیگا کام اوسکا تمام کرونگا القصہ شکاری نے حسب معمول قصد
درخت پر چڑھنے کا کیا کسی سائل نے اوس سے سوال کیا اوسنے اپنے کھانے کی روٹی جو اوسکے
پاس موجود تھی دیدی خداوند تعالی نے اوسکو ہلاکت سے نجات دی اور یہ دلیل ثبوت بدا ہے
کہ خداوند تعالی کو الہام کے وقت یہ مصلحت صیاد کی معلوم نہ تھی مین کہتا ہون اس قسم کی
حکایت سنت وجماعت مین بھی مروی ہے اور مضمون حدیث الصدقة ترد البلاء یعنی

صدقہ بلا کو روکتا ہے اور حدیث لا یرد القضاء الا الدعاء یعنی نہین رد کرتی ہے حکم الٰہی کو
مگر دعا اور اسی معنی مین ہمارے حضرات مشائخ نقشبندیہ و مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم مریض کا
سلب مرض کیا کرتے ہین اور حضرات مشائخ قادریہ و چشتیہ رحمۃ اللہ علیہم سے اس قسم کے بہت
تصرفات مروی ہین اور اصل اوسکی یہ ہے کہ قضاء مبرم و قضاء موقت دو قسم پر ہے قضاء مبرم
کسی طرح ٹل نہین سکتی لیکن قضاء موقت البتہ صدقے و دعا سے ٹلتی ہے اور حضرات مشائخ
عظام اور اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کشف سے اوس تقدیر کو دریافت کر لیتے ہین اگر موقت دیکھتے
تو دعا کرتے یا صدقہ دینے کی اجازت دیتے و اگر مبرم دیکھین تو سکوت کرتے ہین الغرض افعال
عباد یا تصرفات کو انکے باعث بدا سمجھنا نہایت سفاہت و بلادت ہے جیسے ایک چیونٹی
انڈے پر سوار ہو کے سارے عالم کی سیر کرنا بتاوے ویسا ہی علم جناب باری کے سامنے علم
عباد حقیر و ناچیز ہے اور آدمی اپنے طور پر خداوند تعالی کو اگر سمجھے تو اوس سے بڑھکے اور کوئی
بیوقوف نہین کیونکہ ممکن ہے ہم آدمی خواہ نبی یا ولی یا عام مومنین ہون اپنی مصلحت سے
بدون جتانے اللہ تعالی شانہ کے واقف نہین ہوتے اور اسپر انبیا کا امتحان شاہد ہے اور اوسپر
خداوند تعالی کو اپنی طرح جانتا اندھے کا کام ہے خدا بچاوے مجھے اور میرے دوستون کو

فصل

قال اللہ تعالی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم
تطھیرا یعنی فرمایا اللہ تعالی نے ہر آئینہ اللہ تعالی ارادہ کرتا ہے کہ دفع کرے تمسے پلیدی کو
اے اہل بیت نبوی اور پاک کرے تمکو پاک کرنا شان نزول مین اس آیہ کریمہ کے درمیان
روافض و خوارج کے بڑی لڑائی ہے خوارج کہتے ہین کہ خاص آیہ شریفہ اوپر ازواج مطہرات
آنحضرت صلعم کے نازل ہوئی دوسرا کوئی شامل نہین ہے خواہ وہ بیٹی ہو یا نواسہ یا داماد وغیرہ
چنانچہ اگر کوئی شخص وقف یا وصیت کرے اور اوسمین نام اہلبیت کا لکھے تو صرف بیٹی
و نبیرہ و داخل رہتا ہے موافق محاورۂ عرب کے اور دوسرا وارث مثل ازواج و عصبات وغیرہ داخل الا عام

کوئی نہین شامل ہوتا ہی لیکن شامل ہونا ازواج مطہرات آنحضرت صلعم کا اس آیہ مین بچند وجوہ
ہی اول آنکہ وی آنحضرت صلعم کے نکاح مین دائم و قائم تھین اور حرمت نکاح کی اونکی امت کو بخطاب
امہات المؤمنین حکم صریح ہی اور روانگی عبارت آیہ مجیدہ اوسی پر دلیل صاف ہی کیونکہ وی آنحضرت
صلعم کو واسطے نفقہ کے مثل زنان دنیا کے تنگ طلبی کرتی تھین اسواسطے خداوند تعالی نے اونکو
نصیحت فرمائی کہ ای زنان پیغمبر تا آخر آیہ اور ازواج مطہرات کو جو فضیلت حاصل تھی دوسرے کو
وہ حاصل نہوگی کیونکہ اگر کوئی فقیر کی بیٹی ہو اور کسی شاہ کی بیوی بنے تو خواہ نخواہ بیگم کہلاوے
اور برخلاف اسکے اگر شاہ کی بیٹی انقلاب زمانہ سے کسی غیر شاہ کی جورو ہو جاے تو ہرگز بیگم
نہ کہلاے اور حیات آنحضرت صلعم یقینی ہی بلکہ آپ مع ازواج مطہرات کے عالم بالا مین سکونت
بالفعل رکھتے ہین خصوصا آپ مانتے ہین کہ ہر رشتہ پدری و خسری قیامت مین باقی رہیگا مگر
رشتۂ پدری و خسری ہیرا اگر حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بعد وفات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
بحیات ہوتین تو نکاح ثانی آپکا دوسرے کے ساتھ ہوتا جیسا کہ اور بنات آنحضرت صلعم کا نکاح
ثانی ہوا اور بھی نواسی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کا بعد انتقال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
نکاح ثانی ہوا پس آیہ تطہیر خاص ازواج مطہرات کی شان مین ہی روافض کہتے ہین کہ آیہ تطہیر
خاص شان مین پنجتن پاک کی ہی چنانچہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت
کی ہی کہ آنحضرت صلعم ایک روز سیاہ کملی اوڑھے بیٹھے تھے اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا
تشریف لائین پھر آپ نے اونکو کملی کے اندر کر لیا اور حسنین علیہما السلام آئے اونکو بھی
کملی کے اندر کر لیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے اونکو بھی کملی کے اندر کر لیا اور فرمایا کہ بار خدایا
یہ اہلبیت ہمارے ہین انسے پلیدیکو دفع کر اور مین نے کہا یا رسول اللہ مین اہلبیت نہین ہون
آپ نے جواب دیا تو اچھی ہی دوسری روایت مین انسے ہی کہ مینے چاہا کہ اپنا سر کملی کے اندر کرون
آپ نے فرمایا کہ تو اپنی جگہ پر رہ علاوہ اسکے متفق فریقین ہی کہ آنحضرت صلعم جب واسطے
ادائے نماز بعد اذان مسجد کو تشریف لیجاتے ہمیشہ آیہ مسطورہ کو دروازے پر حضرت فاطمہ زہرا

رضی اللہ عنہا پڑھکر ٹھہرتے اور خوارج جو ازواج مطہرات کی فضیلت بیان کرتے ہین سو ہرگز
قبول نہین ہی کہ روز مباہلہ یہی چارتن آل عبا کو ساتھ لیکر گئے ہین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
آنحضرت صلعم کی جگر پارہ تھین اور باعث نہ آنے حیض و نفاس کے ساری دنیا کی عورتون سے
فضیلت رکھتی تھین چونکہ آنحضرت کو معلوم تھا کہ سیدۃ النسا بعد انتقال میرے کے پیچھے چھ مہینے
آپکی جوار رحمت مین ملینگی وگرنہ ضرور آپکو بھی حرمت نکاح دوام کا حکم فرماتے اگر حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کا نکاح دائم و قائم نہوتا تو حضرت زہرا کو وہ کسطرح بعد وفات غسل دے سکتے اور اگر آیۂ
تطہیر شان مین ازواج مطہرات کے ہوتی تو ضمیر مذکر اوسمین نہ آتی پس ہرگز شان مین اونکی
ہو نہین سکتی ہی سنت و جماعت کہ درمیانی راہ پر ہین اور اس گھٹانے و بڑھانے سے اپنے کو
باز رکھتے کہتے ہین کہ شک نہین کہ آیۂ تطہیر شان مین ازواج مطہرات کے نازل ہوئی ہی اور
بحدیث حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا چہارتن آل عبا کو شامل ہی اور روافض جو ضمیر تذکیر سے
ازواج مطہرات کو خارج کرتے ہین حضرت زہرا کی شان پر ضمیر تانیث چاہیے یا تذکیر اگر کہین تغلیب کی
رو سے روا ہی کہونگا ازواج مطہرات کے ساتھ آنحضرت صلعم تھے پھر تغلیب کیون نہوگی
خصوص سورہ ہود مین بخطاب حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اللہ جلشانہ اعظم برہانہ نے باعث
حضرت ابراہیم عم تغلیب ضمیر تذکیر ساتھ ضمیر تانیث کے جمع فرمائی أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ
رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ یعنی کیا تعجب کرتے ہو
حکم سے خدا کے ای خاندان نبی رحمت خدا کی تمپر اور برکت ہر آینہ خداوند تعالی ستودہ و پاک ہی
حالانکہ سوائے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے دوسری کوئی بیٹی و داماد و نواسے وہان نہ تھا
البتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے ویسے ہی آنحضرت صلعم بشمول ازواج مطہرات کے تھے
اور عبارت سابقہ اسی پر دلالت کرتی ہی و الا اگر بشان پنجتن پاک روافض کے نازل ہوتی
تو آنحضرت صلعم کیون فرماتے کہ یا اللہ تعالی یہ لوگ میرے اہل بیت ہین کیونکہ یہ بات اہل دنیا کو
سزاوار ہی کہ کوئی سنجی اوسکی اولاد کو عطاے خلعت دینا چاہے اور وہ کہ سکتا ہی کیا ہر دانا

لوگ میرے خاندانی ہین انکو دیکھیے شان نبی کریم صلعم کی اس سے بہت اعلی ہی علاوہ اسکے
انحصار پہ دلالت کرتا ہی اور مفہوم اوسکا سابق کسی امر کو چاہتا ہی جیسے ازواج مطہرات
ذات بابرکات نے آنحضرت صلعم کو طلب نفقہ وغیرہ سے تنگ کیا تھا جیسے مانند زنان
دنیا کے ایک حرص پائی جاتی ہی ہرآینہ چہارتن آل عبا کو کوئی بات اس قسم کی آنحضرت صلعم سے
پیش نہ آئی مگر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا کہنا کہ یا رسول اللہ مین اہل بیت آپکی نہین ہون یا
ارادہ داخل ہونا اندر کملی کے ہوسکتا ہی کیونکہ جسقدر علم آنحضرت صلعم کو فہم آیت قرآنی ہونیکا اونکو
حاصل نہاین تھا اونھون نے قصد داخل ہونیکا اسلیے کیا اور آنحضرت صلعم اونکو بسبب
داخل رہنے آیہ کریمہ کے تم اچھی یا تم اپنی جگہہ پر فرمایا خوارج جو صرف ازواج مطہرات کو
داخل آیہ تطہیر کہتے ہین وہ حدیث حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کہان جگہہ دیوینگے کذب
و وضع کو دخل نہین ہی اور تاویل کی گنجایش نہین ناچار چہارتن آل عبا کو شامل اہلبیت نبوی بحدیث دعائی و
ازواج مطہرات کو داخل آیہ قرآنی سمجھنا چاہیے اللھم صل علی سیدنا محمد و ازواجہ و اھلبیتہ و اصحابہ اجمعین

سوال

روافض حضرات ازواج مطہرات و اصحاب کبار خصوص امہات المومنین عایشہ و حفصہ رضی اللہ
عنہا کو اور حضرات شیخین ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہا کو کافر و فاسق کہتے ہین اور
سنت و جماعت کو فاسق و مخالف و منافق بتاتے اور خوارج حضرت علی و فاطمہ و حسن
و حسین و ایمہ رضی اللہ عنہم کو کافر کہتے و بسبب مدح و مناقب آپکے سنت و جماعت کو کافر
کہتے ہین اگر سنت و جماعت ان دونون فرقے کو کافر کہین تو عقائد سے سنت و جماعت کے
دلیل لاتے ہین کہ سنی کسی اہل قبلہ کو کافر کہہ نہین سکتے آیا کوئی دلیل ان دونون فرقے کو
کافر کہنے کی ہی یا نہین اور معنی کافر نہ کہنے کے کیا ہین اور جو حدیث بشان حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے وارد ہی کہ اے علی تمھارے ساتھ لڑائی میرے ساتھ لڑائی ہی کیا معنی رکھتی ہی اور حدیث
خاندان میرا مانند کشتی حضرت نوح علیہ السلام کی ہی کیا ارشاد کر رہی ہی بیان کیجیے

جواب

معنی کسی اہل قبلہ کو کافر نہ کہنے کے یہ ہین کہ سنت و جماعت مانند اہل بدعات کے ہر مرتکب کبیرہ کو
کافر نہین کہتے جیسا روافض و خوارج کی عادت ہی اور سائل اپنے سوال مین اوسکی تصریح لکھتا ہی
اگر احیاناً کسی سے کوئی بات یا کام کافر کا صادر ہو جاوے تو اوسکو سمجھا دیتے ہین کہ ایسا کہنے سے
یا کرنے سے مومن کافر ہو جاتا ہی نعوذ باللہ منہ اور مفہوم حدیث شریف ای علی تمہارے
ساتھ لڑائی میرے ساتھ لڑائی کا ہی ایسا ہی مضمون حدیث شریف خاندان میرا مانند کشتی
نوح علیہ السلام کے ہی تا ہی پس اگر کوئی شخص اپنے کو کافر کہے یا کام کفر کا اختیار کرے اوسکو سنت و جماعت
بلا تامل کافر کہتے ہین اور متفق تمامی اہل اسلام کا ہی کہ گالی دینے والا حضرات انبیا علیہم کا بلا شبہہ
کافر ہی کیونکہ حضرات انبیا علیہم سے ایسا کوئی کام صادر نہین ہوا ہی جس سے اونکو برا کہا جاوے
تو خود برا کہنے والا کافر ہوتا ہی جیسے آئینہ پر کوئی تلوار کھینچے خود اپنے پر کھینچتا ہی حضرات
ازواج مطہرات و اہلبیت طاہرات و صحابہ کبار اگرچہ مثل حضرات انبیا معصوم نہین ہین
مگر بہر رنگ عصمت وہ بھی محفوظ ہین اونکو بد کہنے والا خود اوسی بدی مین ماخوذ ہوگا
جیسا بیان کیا گیا علاوہ بران آیہ قرآنی لیغیظ بہم الکفار یعنی بغض اونسے کام
کافرونکا ہی دلالت صریح کرتی ہی و بموجب حدیث شریف حب ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ
عنہم ایمان ہی اور بغض اونکا کفر ہی صحیح ہی اور بھی حدیث اصحاب میرے مانند ستارے
کے ہین جنکو پیشوا کروگے تم البتہ ہدایت پاوگے مشہور و متواتر ہی اور حدیث اہلبیت میری
مانند کشتی نوح علیہ السلام کے ہی متفق علیہ جمہور اور اگر روافض و خوارج کہین کہ ہم بعض کو مانتے ہین
مین کہونگا کشتی چلانا دریا مین بدون ستارہ شناسی مشکل ہی اور کشتی مین بیٹھنا اور
اوسکو چھوڑنا کب طوفان سے نجات دیتی ہی سواے غرق ہونے کے اور کیا چارہ ہی **بیت**
حب ایشان دلیل صدق و وفاق ۔ بغض ایشان دلیل کفر و نفاق ۔ اور اگر روافض و
خوارج صرف سنت و جماعت کو کافر کہین تو اونکو ویسا کہنا جائز ہی کیونکہ جزاے برائی

بُرائی ہی اور اگر صبر کرین کچھ نہ کہین تو ثواب ہی فرمایا آنحضرت صلعم نے جو قائم رہے میری
سنت پر وقت بگہڑنے میری امت کے اوسکو ثواب سَو شہید کا ہی کیونکہ شہید
یکبار جنگ گاہ مین قتل ہوتا ہی اور یہ شخص ہمیشہ طعن تشنیع سے بار بار قتل ہوتا ہی

سوال

روافض و خوارج حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اونکے بیٹے یزید پر لعن کرتے ہین اور بعضے محدثین
جنگ حضرت معاویہ بساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خطاے اجتہادی لکھتے ہین اور بعضے
متکلمین یزید پر لعن کرتے ہین اور بعضون نے سکوت اختیار کیا باعث اس اختلاف کا
کیا ہی اور معتدل کون راہ چلے آیا معاویہ اور بیٹے پر اونکے لعن کرے یا چپ رہے

جواب

سنت و جماعت ایسے بدعات مانند روافض و خوارج کے نہین رکھتے کہ ہر گناہگار کو لعن کرین
کیونکہ انکے یہان مرتکب کبیرہ کی توبہ قبول ہی اور توبہ کرنے والا بیگناہ ہی اور مومن پر لعن
حرام ہی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لڑائی کرنے والا انکے یہان کافر نہین ہوتا اور
نہ مخالف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فاسق وگرنہ حضرات طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما جو
جنگ جمل مین شہید ہوے ہین بد نہین کہہ سکتے اور نہ حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا کو بُرا علی الخصوص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی تھے اور حدیث
جب ذکر کرو تم میرے اصحاب کا تو خیر سے یاد رکھنے کی بات ہی ہر چند باغی ہونا اونکا امام
بحق حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے مرتکب کبیرہ کہا جاتا ہی اور حکم اوسکا توبہ ہی اور جب
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلع بیعت کی اور اونکے ہاتھ بیعت کی وہ امام بحق
ہوے اور خلافت اونکی خلافت عادلہ منتظمہ ہی باقی رہا اونکا بیٹا یزید وہ نہ صحابی ہی اور
نہ خلافت اوسکی خلافت عادلہ بلکہ خلافت جائرہ غیر منتظمہ ہی مانند ملوک اسلام کے اگرچہ
باعث صحابی نہونے کے وہ تحت مین رضی اللہ عنہ کے داخل نہین ہی لیکن مستحق لعن کا

بھی نہین ہی کیا معلوم کہ اوسنے توبہ کی ہو اوسوقت لعن کرنے والے پر لعن عود کریگی امام حجت الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ چپ ہے اور علامہ سعد الدین تفتازانی ہے اوسپر لعن کی باعث اس اختلاف کا یہ ہی کہ سکوت مین خطر نہین اگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کربلا کے قتل سے راضی ہونا اور بعد قتل خوش رہنا دلیل لعن اوپر یزید کے ہو تو حضرت محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہما سے اسقدر درباب قتل ناحق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وکتمان خون ونام قاتل ثابت ہی جو بناے لڑائی جمل و صفین ہوئی اور ہزارون مخلوق ہلاک ہوئی علامہ ہر دو خون یعنی حضرت شہید کربلا و خلیفہ ثالث کو وزن کرتے نسبت بحق یزید جو فرماتے سو بجا ہی پس اس مسئلہ مین اونکی تقلید کرنے کی ضرورت نہین ہی کیونکہ رحمتہ رحمتہ عادت روافض کی ہو جاتی ہی کہ پھر مرتکب کبیرہ کو لعن کرنے لگین اور بادشاہان دنیا کو کوئی بدی سے کم یاد کرتا ہی البتہ درحین بادشاہت اوسکو سلطان خلد اللہ ملکہ کہتے اور بعد موت اوسکے کوئی بھلائی یا برائی سے یاد نہین کرتے اگر ظالم بادشاہون کو لعن کرنا موجب ثواب کا ہوتا تو یزید و مروان و حجاج و ہشام و ولید و عبد الملک و چنگیز خان ہلاکو پر لعن کر دیتے تو وہ نیکی حاصل ہوتا اگر کسی نے ظلم کیا عند اللہ مظلوم اوس سے داد لیویگا نہ کہ پاداش اوسکی لعن و طعن سے ہوگی اور مظلوم کو کچھ فائدہ اس لعن سے نہ ہوگا اگر ابو جہل و ابو لہب و شیطان کو بھی لعن کوئی نکرے تو اوسکا خوف نہین ہی اور اگر کرے اوسکی بھی پروا نہین ہی کیونکہ لعن اونکی دلیل قطعی سے ثابت ہو چکی ہی خدا بڑا علم والا ہی

فصل

قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا من بعدی احدهما اعظم من الآخر کتاب اللہ وعترتی اهل بیتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض یعنی فرمایا رسول خدا صلعم نے مین چھوڑ جاتا ہون تم مین دو طریق اگر تم چنگل مار رہو اون دونون مین تو ہرگز گمراہ نہو گے پیچھے میرے اور ایک ان دونون مین کا بڑا ہی

دو بہتر سے (کتاب خدا کی) خاندانی قرابتدار میرے) اور یہ دونون کبھی جدا نہونگے مجھسے آکر ملینگے اوپر حوض کوثر کے) مضمون ہے اس حدیث شریف کے روافض کہتے ہین کہ ہم چنگل مارتے ہین اور سنت و جماعت کہتے ہین کہ ہم اس مقام پر چند مسئلہ فروعی اختلاف درمیان شیعہ و سنی کے جو ہین لکھتے ہین تا منصف مزاج خوب سمجھ جائینگے کہ کون فرقہ خلاف فرمان حضرت رسول اللہ وجان صلعم کر رہا ہی پہلا مسئلہ وضو مین بجائے پیر دھونے کے مسح کرنا حالانکہ خداوند تعالی نے اپنے کلام قدیم مین فرمایا ای ایماندار وجب تم ارادہ نماز کرو اور بے وضو ہو پس دھو اپنے مونہون کو اور ہاتھون کو کہنیون تک اور مسح سر کرو اور پیر ٹخنو تک روافض نے اس سے پیر کو عطف اوپر سر کے کیا کیونکہ قریب ہی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو شاگرد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہین اور سب مفسرین سے بڑے اونکی تفسیر مین ایک بات از راہ استعجاب دیکھکر مسح پیر اختیار کیا اور وہ یہ ہی کہ مین نہین پاتا ہون کتاب اللہ مین مگر مسح کو اور آدمی پیر دھوتے ہین اور خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پیر دھونا اور مسح کرنا دونون روایت صحیح ہین ایسا ہی اور ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہ سے روافض اسکو کبھی تقیہ پر گمان کرتے ہین اور کبھی پیر ٹھنڈا کرنا اداء لیتے سنت و جماعت کہتے ہین کہ یہ آیت سورہ مائدہ کی ہی اور مائدہ باعتبار نزول آخر قران مجید و فرقان حمید ہی آنحضرت صلعم مدت پیغمبری تیئیس ۲۳ برس پنجگانہ نماز کے خود وضو فرماتے اور سارے آدمی کو بتلاتے پھر بزرگان دین کو مجال پوشیدہ کرنے امر حق کی کہان تھی جو وہ بجائے مسح پیر کے دھونا اختیار کر سکین اور یہی آیت اگر دلیل فرضیت وضو کی ہو تو اتنی مدت آدمی بے وضو نماز ادا نہین کرتے تھے پس یہ آیت اوپر بنایت مطلقہ تیمم وضو و غسل کے لیے نازل ہوئی ہی اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پیر دھوتے دیکھا ہی اوسوقت آپکو کسی سے تقیہ نہ تھا اور نہ ٹھنڈا کرنا بلکہ جب عذر و سیر مین آپکے رہتا تو مسح کرتے اور جب خالی پیر ہوتا تو دھوتے روافض موزہ پر مسح کرنیکو حرام جانتے ہین اور محققین سنت و جماعت کے نزدیک وہ آیہ فرضیت وضو کو

ماقبل سے جو معمول ہی موکد ہی کیونکہ قرأۃ قاریان قدیم قرآن کی مخالف طور پر ہی جبکو اس عبارت اردو مین لانا محض بے سود ہی علاوہ اسکے آیۂ کریمہ سے دونون ہاتھ اور دونون پیر دھونا ثابت نہین ہوتا کیونکہ جب جمع بمقابلۂ جمع ہو ہر فرد کو ایک ایک حاصل ہوتا ہی بہر صورت تابع حدیث شریف نبوی کا ہونا چاہیے اور اجماع امت کو ماننا اور قول سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کہ اگر قائم ہوتا دین عقل سے تو ہر آینہ مسح موزہ نیچے پاؤن کے ہوتا اور دونون فرقون سے کون خلاف قرآن کر رہا ہی جاننا اور مسلک احتیاط کو چلنا دوسرا مسئلہ وطی فی دبر النساء ہی روافض نے بہت شد و مد سے آیۂ قرآنی سے ثابت کیا کہ خداوند تعالی نے اپنے بندیکو فرمایا کہ عورت تمھارا کھیت ہی آؤ تم اپنے کھیت کو جس طرف سے چاہو اور قوم حضرت لوط عم نے جب خواہش لواطت حضرت لوط عم کے مہمانون سے کی آپ نے ارشاد بجانب عورتون کے کیا اور قوم مذکور سوا دبر کے قبل کو پسند نہین کرتے اللہ جلشانہ و اعظم برہانہ نے اوس قصہ کو بلا انکار اپنے کلام قدیم مین ذکر فرمایا اور جو حکایت اگلی امت کی بلا انکار قرآن مجید مین مذکور ہوئی سو اہل اسلام کے لیے حجت ہی اور اگر کوئی شخص کسی مکان کا مالک ہو تو اوسکو جہان جی چاہے رہنا درست ہی سنت و جماعت اس آیت کے معنی اسطرح بیان کرتے ہین کہ عورت تمھارا کھیت ہی آؤ تم اپنے کھیت مین جس طرح سے چاہو یعنی کھڑے اور بیٹھے و سوتے اور اولٹے طور پر جیسے حیوان پیٹھ کی طرف سے گشنی کرتا ہی چونکہ عادت عرب کی پیٹھ کی طرف سے وطی کرنے کی خواہش طبیعت سے رکھتے تھے اور قوم یہود کہتے کہ جو پیٹھ کی طرف سے مجامعت کرے اوسکا لڑکا احول چشم پیدا ہوگا حضرت حکیم علی الاطلاق نے یہود کے زعم کو باطل کیا اور کہا کہ آؤ تم اپنے کھیت کو جسطرح چاہو اور قصۂ قوم حضرت لوط عم کو بلا انکار جو کہتے ہین سو محض غلط فہمی ہی وہ قصہ خاص محل انکار مین واقع ہوا ہی کیونکہ اوس قوم سے قریب تھا کہ قطع نسل ہو جائے اسواسطے ارشاد بہ مباشرت زنان ہوا علاوہ اسکے دبر کھیت نہین ہی کیونکہ نطفہ رحم مین قرار پاتا ہی اور دبر سے رحم مین کوئی راہ نہین ہی البتہ فرج سے رحم مین راہ ہی اور سوائے قرآن و حدیث و اجماع امت کے

قیاس مجتہد قبح عقلی کو غور کر رہا ہی کہ اطبا اپنی کتاب مین لکھتے ہین جو کوئی اپنی جورو سے از راہ
دبر دخول کرے تو ضرور اوسکا بیٹا لوطی بنے گا اب کہیے خلاف ثقلین کون راہ چلا اور روافض
جو تہمت اوپر سنت و جماعت کے کرتے ہین کہ قدماے سنی اس کار کی حلت کے قائل اور اس
فعل کے فاعل تھے حاشا ثم حاشا شک نہین کہ بعض عوام اوٹا اوسکو سمجھتے ہین جیسے قوم
انصار مجرد غیبوبت حشفہ سے غسل فرض نہین جانتی اور قید انزال لگاتی اور بعضے مہاجرین
ماہ مبارک رمضان مین سیاہ و سفید تاگا ساق مین باندھکر وقت تفریق تک ہر دونون
رشتہ کے سحور کھاتے یہ معنی قائل ہونے کے نہین ہین اور فاعل ہونے کی صورت یہ ہی کہ خود عرب
مثل چارپایہ پشت کی طرف سے وطی کرنا فرج مین بڑی رغبت کرتے تھے جیسے بعضے اقوام
وطی معکوسی کو بہت پسند کرتے اور سبب فرحت سمجھتے ویسا ہی عرب بالطبع زنان فربہ و
گرندہ کو پسند کرتے ہین اور اہل ہندستان پتلی و نازک کو اور ہر ملک والے اپنی عادت سے
مجبور رہین کہ العادۃ ہی الطبیعۃ الخامسۃ یعنی عادت انسان کی پانچوین طبیعت ہی
اوسکا چھوڑنا دشوار ہو سو اگر حکم شرع سے مطابق ہو تو خوب ہی چنانچہ شان نزول مین آیہ
کریمہ کے جو حولت البارحۃ رحلی یعنی پھیرا مین نے اپنے اسباب کو گذری رات اسی سے
کنایہ ہی نہ کہ وطی دبر سے اشارہ ہی اور جو ھلکت واھلکت یعنی ہلاک ہوا مین اور
ہلاک کیا ہے روافض کو غوص کا ہی اگر اونکی سمجھ پر وہ راہ چلے ہوتے تو حولت البارحۃ رحلی
نہ کہتے بلکہ غلطت فی الاتیان یعنی بھولا مین دروازے سے آنے کو کنایہ بتاتے اور
روافض خوب جانتے ہین کہ وطی فی الدبر نساء مین بجانب پشت پھیرنا ضرور نہین ہی تیسرا مسئلہ
متعہ ہی جسکو روافض نکاح سے افضل جانتے ہین اور ثواب موعود کرکے آیہ قرآنی سے پس جو
تم برخورداری لو اون عورتون سے دو اجرت اونکی جو ٹھہرائی ہی حلال سمجھتے ہین اور حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ پر تہمت باندھتے ہین کہ از زبان خیر ترجمان آنحضرت صلعم تا وفات حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ متعہ حلال تھا خلیفہ دوم نے اپنی خلافت مین متعہ کو حرام کیا اور نماز تراویح

بدعت محرمہ کو رواج دیا سنت و جماعت کہتے ہین کہ آیہ کریمہ اوپر تاکید مہور زنان کے نازل ہوئی کیونکہ اوپر ذکر نکاح ہوچکا ہی بعد اوسکے تاکید مہور ہی اور ہی اس مقام مین ایک رافضی و خارجی کا مباحثہ لکھتا ہون کہ ایک خارجی نے کسی رافضی سے کہا کہ خداوند تعالی نے قرآن مجید مین وعدہ حتمی شیعہ کو جہنم مین داخل کرنیکا کیا ہی ثم لننزعن من کل شیعة ایھم اشد علی الرحمن عتیا یعنی پھر البتہ کھینچ لیجاوینگے ہم ہر شیعہ کو جہنم مین کون ان مین سے خدا پر سرکش تھا رافضی نے کہا کہ لفظ ثم واسطے تعقیب کے آتا ہی جسکا آگے کچھ مضمون گذرا ہی اور مراد اوس سے گروہ ہی خارجی نے جواب دیا کہ مین تعقیب نہین جانتا اور علم معنی و بیان پڑھا نہین تم بھی بنام میرے مذمت کوئی آیہ قرآن سے اسطرح ثابت کرو اگر روافض بغرض کہین ہم بھی فا و تعقیب نہین سمجھتے تو کیا چارہ اونکے کان مین حضرت ایمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم کا اقوال ڈالنے چاہیے کہ وہ کیا ارشاد کر رہے ہین اور کتاب اللہ جو راہ بڑی ہی سورہ مومنین کیا ہدایت بتاتی ہی قولہ تعالی الذین لفروجھم حافظون الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم یعنی جو لوگ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتے ہین مگر اپنی جورو اور لونڈی عورت متعہ کی ہوئی نہ جورو و لونڈی ہی کیونکہ احکام زوجیت طلاق و خلع و عدت وغیرہ کچھ اوسپر نہین ہی اور عورت حرہ لونڈی بھی نہین ہی اور حضرت محمد بن حنیفہ اپنے والد ماجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ نھی رسول اللہ صلعم عن المتعة و لحوم الحمر الاھلیة یعنی منع فرمایا آنحضرت صلعم نے متعہ اور گوشت گدھے خانگی سے اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما شروع مین متعہ کو مباح جانتے تھے جبسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اونکو نہایت زجر کیا کہ تم بڑے عیاش ہو اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے قول سے رجوع کی کسی نے اونکی اگلی بات پر بحث کی تھی کہ فتوی عبد اللہ بن عباس حلت متعہ پر ہی جب وہ لوگ اونکے پاس آئے اور قائل حرمت متعہ نے پوچھا کہ تمہارا فتوی لیکے قافلے روانہ ہوگئے اور لوگون نے اوسپر شعر کہے کہا کیا فتوی کہا مدعی حلت متعہ نے جب کوئی مسافرت کو

جاوے اور وہان حفاظت اسباب کے لیے یا اپنی غمگساری کے واسطے ایک عورت نرم اندام ماہ پیکر کو اپنی بیوی کر لیوے تا وقتیکہ قافلہ وہان ہے کہا ابن عباس نے قسم خدا کی ہین نے ایسا فتویٰ ندیا ہر آئینہ یہ مثل مردہ اور خون مسفوح اور گوشت خوک کے ہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود متعہ کو منع یا حرام نفرمایا بلکہ وہ ایسا ہی کہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنا ثابت ہی لیکن اب اگر کوئی کعبۂ معظمہ سے رخ بدل کر پھر متوجہ طرف بیت المقدس ہووے ہر آئینہ ملامت کیا جاتا ہی اور حضرت خلیفۂ ثانی نے تمامی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے خبر حرمت متعہ دی تھی اور اگر خلاف ہوتا تو صحابہ کیون سکوت اختیار کرتے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیون نہ بولتے اور ثابت ہی کہ جب حضرت فاروق نے عورت حاملہ کو سنگسار کرنا چاہا حضرت امیر نے وضع حمل تک موقوف کیا جسمین اون امام عادل نے بنہایت عدم نفسانیت سے کہا لولا علی لھلک عمر اگر نہ ہوتے علی تحقیق عمر ہلاک ہو جاتے) بسبب خطا کرنے حکم فیصل قضیہ کے قطع نظر اوس سے خود حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین متعہ کیا نہین اور نہ ایمۂ اہلبیت رضی اللہ عنہم سے متعہ ثابت ہی آرے اول اسلام مین متعہ بحسب ضرورت مباح تھا اور جب آیۂ قرآنی برخلاف اوسکے نازل ہوئی کہ سوائے جورو اور لونڈی کے اور جگہ کی شہوت رانی حرام ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین بعض عیاش کو متعہ کرتے پایا اسواسطے بہ بانگ بلند خبر حرمت متعہ کی دی کیونکہ حکم شرع رخصت و عزیمت ہی جیسے قصر نماز مسافر کی سو جو کوئی حضر مین بھی قصر کرتا ہی ہر آئینہ مرتکب حرام ہوتا ہی اور نماز قصر کی مسافرت مین حکم دائمی ہی بخلاف متعہ کے کہ وہ ساتھ گوشت گدھے کے مباح ہوا تھا پھر دونون حرام ہوئے تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کل فرج سواھما حرام یعنی ہر شرمگاہ سوائے جورو و لونڈی کے حرام ہی اور دلیل عقلی بھی حرمت متعہ کی مقتضی ہی کہ غالب انسان اپنی بیٹی وغیرہ محارم کو نکاح یا متعہ کریگا کیونکہ ایک شخص مسافر نے متعہ کیا اور چند روز مقاربت کر کے اپنے مکان چلا گیا اب دسکے

نطفہ سے جو دختر مثلاً پیدا ہوئی تانیاً اپنے باپ بھائی وغیرہ کو نکاح ومتعہ کر سکیگی استغفر اللہ
اشرف المخلوقات ہو کے خصلت چارپایہ اختیار کرے یہہ حال چنگل مارنا کتاب اللہ وخاندان
حضرت رسول اللہ صلعم کے ساتھ باقی رہا سنت تراویح کو بدعت محرمہ کہنا بڑی تعجب کی
بات ہی خود ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم نے چندروز بذات شریف ونفس نفیس اس نماز کو ماہ مبارک
صیام مین ادا کیا بعد اوسکے آپ نے ترک کیا کہ امت پہ فرض نہو جائے کیونکہ جو عادت آپ
ہمیشہ کرتے وہ امت پر فرض یا واجب ہوتی اور معنی سنت کے یہ ہین آپ کسی عادت کو
کبھی کریں اور چھوڑ دیوین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے اس عبادت کو بڑی کوشش سے
قائم کیا کیونکہ اونکی عبادت دائمی فرض و واجب ہو نہین سکتی پھر بدعت کیون ہوگی قصہ
علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین یعنی لازم پکڑو تم میری سنت اور میرے
خلفاے راشدین کی سنت کو دلالت صحیح ہی قصہ مختصر حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں
رواج متعہ کیون ندیا اور نماز تراویح سے آدمی کو باز کیون نہ رکھا اگرچہ آدمی حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کے وقت سے خوگر نماز تراویح کے ہو گئے تھے لیکن بوڑھا دہقانی ایڑی
پھٹے ہوئے کو وضو مین پیر دھونا نہایت شاق تھا خصوص جاڑے مین جسپر فرمان
آنحضرت صلعم کا ویل للعقاب یعنی روز قیامت مین ایڑی کی خرابی ہی بطور عتاب کے
صادر ہی بجان ودل قبول کرنا اور مشقت سے بچتا اور متعہ جو پیرون کی خاصیت معجون
زرعونی وجوانون کو حلوائے لبوب صغیر وکبیر کا ہی اور سننے سے خواہ مخواہ نعوذ لا تا ہی
اور طلا وغیرہ ادویہ سے مستغنی کرتا ہی بیشک وشبہہ راضی ہوتے البتہ وطی فی دبر زنان مین
اکثر نظیف طبع کو رغبت نہوگی) مگر امام برحق معصوم مفترض الطاعت کیونکر تبلیغ احکام کو
ملاحظہ کرینگے کیا آپکو در مین خلافت بھی تقیہ تھا حاشا وکلا آئیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا
بڑا احسان ماننا چاہیے کہ آدمی کو عبادت مین رغبت دلائی اور حرام کاری سے بچایا اور حضرت
امیر رضی اللہ عنہ نے اونکے موافق کیا اسواسطے آپ کے ملفوظات کتاب

نہج البلاغت میں شیخین کو بلفظ و ھما اماماں عادلان فرمایا ابیات	
بعد از نبی خلیفہ عہد و ولی	بوبکر و عمر شناس و عثمان سے علی
این نکتہ بجان بشنو اگر اہل دلے	اجماع صحابہ ہست از نص جلی

خاتمہ

احوال میں کتب علما و اسانید و استنباط فرقۂ اہل التشیع و اہل تسنن کے تا عقل سلیم و ذہن مستقیم حق و باطل سے تفریق کرے چونکہ دونوں فرقوں نے حضرت امام باقر و جعفر صادق رضی اللہ عنہما سے شاگردی کی لیکن روافض سوائے روایت ائمۂ اہل بیت و شیعیان کے دوسرے کی قبول نہیں کرتے کیونکہ بزعم انکے تمامی اصحاب آنحضرت صلعم بعد وفات کے نعوذ باللہ مرتد ہو گئے تھے روی سلیم بن قیس الھلالی فی کتاب وفات النبی صلعم عن ابن عباس عن امیر المؤمنین خیر اللہ عن الصادق ان الصحابۃ ارتدوا بعد وفات النبی صلعم الا اربعۃ انفس و فی روایۃ عن الصادق الا ستۃ یعنی روایت کی سلیم ابن قیس ہلالی نے بیچ کتاب وفات النبی صلعم کے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما و حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تحقیق صحابہ دین سے پھر گئے تھے بعد وفات آنحضرت صلعم کے مگر چار کس اور ایک روایت میں ہے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مگر چھ آدمی پس جو ہی راوی بے دین و بے باک کی روایت کیونکر قبول کریں اور چار یا چھ آدمی سے تمام احادیث آنحضرت صلعم کے پانا محال ہو کہ صرف بشان حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حدیث خذوا نصف العلم من ہذہ الحمیراء یعنی پکڑو آدھے علم کو اس گوری عورت سے ناچار کتاب نہج البلاغت کو ملفوظات سے حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ کے اور صحیفہ کاملہ کو مقولات سے حضرت امام زین العابدین سجاد رضی اللہ عنہ کے قرار دیتے ہیں وہ بھی کافی نہیں ہوتا تب چار کتابیں بنام صحاح اربعہ ایک کافی تصنیف محمد یعقوب کلینی دوسری من لا یحضرہ الفقیہ تصنیف ابن بابویہ قمی تیسری تہذیب چوتھی استبصار تصنیف شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی

کی ہی اور سید شریف مرتضی ملقب بعلم الہدی کی تالیفات بہت ہین سنت جماعت کی ستاویز صحاح ستہ ہکا
یکے بخاری دوم مسلم سوم ترمذی چہارم ابوداود پنجم نسائی ششم ابن ماجہ اور موطا امام مالک کی بخاری مسلم کی ام و اصل ہی

تنبیہ

سنت وجماعت اپنے علما کو جو لفظ امام سے یاد کرتے ہین مجاز ہی بسبب تصنیف و تالیف کتب حدیث و اصول و عقائد و فقہ کے جیسا علم صرف ونحو و بلاغت و معانی و بیان و منطق و حکمت کے مصنف و مولف کو امام کہتے ہین و گرنہ امام حقیقی ایمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم بارہ ہین اور اپنے اپنے زمانے کے قطب چنانچہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ بعد غائب ہونے کے بزعم قطب ملے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے شواہد النبوۃ مین شیخ علاء الدولہ سمنانی رح سے نقل کی ہی اور بھی شیخ محی الدین ابن عربی رح کی فتوحات مکی سے حال حضرت امام مہدی آخرالزمان کا لکھا خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ امام مہدی اولاد سے حضرت امام حسن مجتبی کے پیدا ہونگے

نام بارہ امام رضی اللہ عنہم	تاریخ تولد	تاریخ وفات ہجری
حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ	۲	۴۰
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ	۳ ہجری	۴۹
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	۴	۶۱
حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	۳۸	۹۵
حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ	۵۷	۱۱۴
حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۸۳	۱۴۸
حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ	۱۱۹	۱۸۶
حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ	۱۴۸	۲۰۴
حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ	۱۹۵	۲۲۰
حضرت امام محمد نقی رضی اللہ عنہ	۲۱۲	۲۴۵

حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ	۲۳۲	۲۶۰
حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ	۲۵۵	۲۶۲
علمای سنت و جماعت	**تاریخ تولد**	**تاریخ وفات**
حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ		۱۵۰
حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ		۱۸۲
حضرت امام محمد رحمہ اللہ		۱۸۶
حضرت امام مالک رحمہ اللہ		۱۰۹
حضرت امام شافعی رحمہ اللہ		۲۰۴
حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ		۲۴۱
حضرت امام بخاری رحمہ اللہ		۲۵۶
حضرت امام مسلم رحمہ اللہ		۲۶۱
حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ		۲۷۹
حضرت امام ابی داؤد رحمہ اللہ		۲۷۵
حضرت امام ابن ماجہ رحمہ اللہ		۲۷۳
حضرت امام نسائی رحمہ اللہ		۳۰۳
علمای شیعہ	**تاریخ تولد**	**تاریخ وفات**
محمد یعقوب کلینی	۲۷۰	۳۲۸
ابن بابویہ قمی	۲۶۸	۳۲۹
شیخ ابو جعفر طوسی	۳۹۰	۴۶۰
سید شریف مرتضی ملقب بعلم الہدی	۲۵۵	۴۳۶

اس جگہ روایت فریقین کو قیاس کرنا چاہیے معہذا سنت و جماعت تمامی اصحاب

رضی اللہ عنہم کو عدول جانتے ہین اور روایت حدیث بشرط عدالت سب سے قبول کرتے ہین
علاوہ حفاظ حدیث ائمین تھے اور اب بھی موجود ہین روافض جب کلام الٰہی کو حفظ نہین
کرتے احادیث نبوی صلعم کی کیا پروا رکھتے سچ تو ہی قرآن منزل آسمانی بعد تحریف عثمانی ناتمام ہی
جیسا کلینی نے روایت کی کہ قرآن ستر ہزار آیت تھا اور بعد اسقاط وحذف کے جو باقی ہی بوقت
خروج حضرت امام مہدی آخر زمان رضی اللہ عنہ سب ظاہر ہوگا یہی باعث ہی حفظ نکرنے کا
سبحان اللہ اب قرآن لائق استدلال انکے نرہا بطور توریت وانجیل وزبور وغیرہ صحائف
آسمانی کے ہوا حال راوی ان فرقے کا سنا چاہیے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے
سامنے کوئی قرآن پڑھ رہا تھا آپ نے قرآن اوٹھا کر ٹیک مارا اہانت سے صرف اسی قدر نہین
کفایت نکرنا بلکہ حضرات ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم اپنے شیعہ کے سولے غیر کو گمراہ ہونیکے
راضی تھے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت زنانے کو
احتلام ہوتا ہی آپ نے کہا ہان مگر اونسے مت اظہار کرو کیونکہ شرم کی بات ہی اور آپ سے
روایت ہی کہ اے گروہ شیعہ خدمت لونڈی کی حق میرا ہی اور شرم گاہ اوسکی حق تمہارا اور
آپ سے کسی نے سوال کیا کہ سور کے چمڑے کی ڈولچی بنانا درست ہی آپنے فرمایا کچھ مضائقہ
نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے گوشت سور کا قرآن مین حرام فرمایا ہی نہ چمڑے کو علاوہ باب
تکفیر عترت اہلبیت رضی اللہ عنہم کی بڑی کتابون مین دیکھنا چاہیے ازانجملہ حضرت امام حسن عسکری
رضی اللہ عنہ کے بھائی کو جعفر کذاب کہتے ہین اور حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے بھائی
زید شہید کو کافر اسیواسطے حضرت امام جعفر بن باقر رضی اللہ عنہما کو صادق کہتے ہین
شیخ طائفہ ابوجعفر طوسی اپنے اوستاد شیخ مفید سے کتاب تہذیب مین نقل کرتے ہین کہ
ابوالحسن ہارونی اول مین اعتقاد مذہب شیعہ کا رکھتا تھا اور قائل امامت ائمہ تھا آخر
جب کثرت اختلاف ان فرقے میں دیکھی اور مسائل ان گروہ کے نہایت مختلف پائے
شافعی بنگیا اور جو لوگ پیروان شیخ تھے اور مدت عمر اونکی شاگردی کرتے رہے شیخ کی

دیکھا دیکھی شافعی بنگئے فی الواقع جو کہ اس مذہب مین خوب غور کریگا بیشک جان لیگا کہ سبیل نجات اس مذہب مین بند ہی اور راہ اخلاص کی بہت ہی تنگ ناچار اسکو چھوڑیگا اور دوسرا مذہب پکڑیگا اور مضمون حدیث شریف کہ نزدیک ہی پراگندہ ہوگی امت میری تہتّر فرقے مین جسمین بہتّر دوزخی ہونگے پوچھا گیا یارسول اللہ وہ کون فرقہ ہی فرمایا جس راہ مین مین ہون اور اصحاب خوب سمجھ لو سنت وجماعت جملگی آیات قرآن کو چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ حفظ رکھتے ہین اور زبان مبارک حضرت رسول رحمن صلعم سے سماعت کی ہین اور تحریف سے جن وانسان کے محفوظ اعتقاد کرتے کیونکہ خود خداوند تعالیٰ اوسکا حافظ ونگاہبان ہی اور اوس عالم عالیشان کے حکم مین کسیکو دخل نہین اور نہ علم سے اوسکے کوئی چیز پوشیدہ ہی

فائدہ

روافض نے سنت وجماعت کی دیکھا دیکھی کتب تفسیر حدیث واصول عقائد وفقہ وغیرہ تدوین کیے ہین اور واسطے تلبیس کے اکثر علما کا نام بطور علماے سنت وجماعت کے رکھا اور کتابونکا نام بھی بنام کتب سنی کے نامزد کیا چنانچہ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کہ صاحب تفسیر کبیر سنت وجماعت ہین شیعہ مین بھی ایک فخرالدین رازی صاحب تفسیر ہوا ہی اور امام حجۃ الاسلام محمد غزالی صاحب احیاء العلوم سنت وجماعت ہین اور شیعہ مین بھی ایک عالم غزالی نام ہی اس سے عوام کم بچتے آخر دھوکا کھا کر اونکے دام مین آہی جاتے اور کبھی کتاب بنام وصیت نامۂ آنحضرت صلعم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جسکے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہین ایسا رواج دیتے کہ سواے نقادان فن حدیث کے کم کوئی اوس کید سے آگاہ ہوسکے چنانچہ مورخان ومفسران اہل سنت وجماعت بھی احیاناً نقل کرلیتے لیکن خداوند تعالیٰ کے فضل سے فراست صادقہ اہل حق اسے باطل کو خوب ہی جدا کرڈالتی ہی ہرچند علم تصوف سے اس فرقے کو مطلقاً آگہی نہین ہی اور بعض نے اوسکی تردید لکھی ہی اور حضرات صوفیہ صافیہ رضی اللہ عنہم کو گمراہ کہا ہی مگر بعضے فرقے تقلید سے حکماے یونان کے جو تصوف اونکے

پاس علم اخلاق ہی کچھ علم تصوف مندرج صحیفہ کیا ہی تاکہ معلوم ہووے کہ یہ لوگ بھی اس میدان کے مرد ہین ہمور بعضے مقام مین اہل حق کو دعوکا دیوین خصوص حضرت غوث الاعظم رح کو بہت بد جانتے اور خواجہ بہاء الدین نقشبند کو جولاہا اور منصور کو ملاّح اور حلاج دھینے کو کہتے ہین اور حافظ شیرازی کو اپنے مین داخل کرتے اوسنے کیا خوب کہا بلیت کفرست در طریقت ماکینہ داشتن + آئین ماست دل چو آئینہ داشتن + اور یہ فائدہ نہایت یاد رکھنے کا ہی کہ جب کسی طرح کا شبہہ ہوا وسکو صاف کرنا خصوص حضرات صوفیہ کی خدمت مین راسخ الاعتماد رہنا اس مقام مین تبرکاً و تیمناً اون حضرات کے اقوال کو بصورت حکایت نقل کرتے ہین کہ شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رح نے اپنے رسالہ تجلیات مین لکھا ہی کہ در حالت کشف عالم بالا مین گئے اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا اور احوال سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوچھا کہ کہان ہین حضرت امیر نے اشارہ ایک پردے کی طرف کیا جب اوسکے قریب گئے اور دیر تک ٹھہرے وہ پردہ اوٹھایا گیا دیکھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہشتی لباس و زیور سے آراستہ کرسی پر بیٹھے ہین شیخ نے کہا خداوند تعالی نے آپکو درجہ عالی پر پونہچایا کہا کہ فضل و کرم سے اپنے مین اس قابل نہ تھا کہ مجھے یہ درجہ ملے شیخ نے کہا آپ خسر آنحضرت صلعم کے ہین آپکو کیون نہین درجہ ملیگا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ڈھونڈھا ہنا یا دوسری طرف کے پردے مین جب نزدیک اوسکے گئے پردہ اوٹھ گیا دیکھا جیسے اول دیکھا تھا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا ایسا ہوا نہیں سے پردے مین اور پایا اونکو جیسا اون دونو ان کو پایا انتہی مختصراً اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے اپنی عوارف معارف مین اور شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ نے اپنے مکتوبات مین بہت کچھ لکھ چکے ہین اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح نے اپنے مکتوبات مین چند جگہ افادہ فرمایا ہی جس سے تفضیل شیخین تعظیم ختنین و احوال ازواج مطہرات و اہل بیت طاہرات خوب واضح ہوتا ہی از انجملہ دیکھنا آپکا انتظام بہشتی آدمی کا بوساطت حضرات خلفاے اربعہ رضی اللہ

سنتے ہیں کہ کوئی دروازہ بہشت میں ہین اور کوئی عرصات سے تجویز کر روانہ کرتے ہین اور انسے انجملہ آنحضرت صلعم کو دیکھنا حظیرۃ القدس میں مع ازواج مطہرات و اہلبیت طاہرات رضی اللہ عنہم کے اور آنحضرت صلعم کا روگردان ہونا اور پھر فرمانا کہ مین کھانا عائشہ رض کے گھر مین کھاتا ہون جسکو کھانا بھیجنا منظور ہو عائشہ رض کے گھر بھیجا کرے کیونکہ پہلے نیاز آنحضرت صلعم مع اہلبیت نہین کرتے تھے اِن سب کشف و کرامات و خرق عادات کو محض باطل جاننا اور رپنیک افیون سے سمجھنا البتہ کام بیہودہ و گمراہی کا ہی خدا بچاوے۔

تبصرہ

تفسیر مجمع البیان طبرسی میں جو کتاب معتبر قوم شیعہ ہی شان نزول مین سورۂ تحریم کے لکھا ہی کہ ایک روز حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عیادت کیلیے آنحضرت صلعم سے اجازت چاہی آپ نے رخصت دی اور گھر مین حفصہ رض کے جاریہ قبطیہ ماریہ کو بلاکر مقاربت کی حفصہ رض نے لوٹ کر شکایت آغاز کی کہ میرے گھر مین ایک لونڈی سے خوشی کرنا مجھے نہایت ملال ہوا آنحضرت صلعم نے واسطے راضی کرنے حفصہ رض کے ماریہ کو اپنے پر حرام کیا اور چپکے حفصہ رض سے کہا کہ بعد میرے ابوبکر رض و عمر رض خلیفہ ہونگے اور اسکو ابھی فاش نکرو حفصہ رض نے مارے خوشی کے عائشہ رض سے کہدیا اور بعضی روایت مین ہی کہ دونون نے اپنے اپنے باپ کو بھی خبر دی تب آنحضرت صلعم نے حفصہ رض کو طلاق دینا چاہا تب یہ سورۃ نازل ہوئی مصرع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ اس مقام مین روافض اگرچہ ازراہ طعن و تشنیع کے اسکو ذکر کیا ہی لیکن اہل حق کو دلیل تضمنی حاصل ہوئی کہ راز فاش کرنا آنحضرت صلعم کا ہرچند بری بات ہی روافض نے بطریق دلیل التزامی کے اسکو بیان کیا کہ ہر آئینہ حرص خلافت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو بہت تھی اور حضرت عایشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما مانند بیگمات سلاطین دنیا کے پیوستہ اپنے اپنے باپ کی خیریت چاہتی تھین لیکن اہل حق کہہ سکتے ہین کہ آنحضرت صلعم مانند شاہان دنیا بلکہ مردان شہوت پرست کے

ی رضا جوئی زنان کی اور یہ مشکل ہی مثل کلنٹے کے درخت پر ہاتھ پھیرنا ہی ناچار ماینطق
ن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یعنی نہین بولتے ہین آنحضرت صلعم فضول بات کو جو بولتے ہین
سو حکم آلہی ہے اب تنازع فریقین اوٹھ گیا اور خلافت بہر صورت ثابت ہو گئی اور یہ
بلا شیشۂ ناموس شیعہ شکست نہین ہوا بلکہ اس رسالے مین بہت جگہ معلوم ہو گا
ب صاف کھل گیا کہ تمامی قرآن وحدیث انکے پاس نہین ہی ذرا حال اجماع کا سنیئے

سنت وجماعت

جماع امت کو مانتے ہین اور اجماع خواہ اہل مدینہ یا مکہ یا عترت اہلبیت رسول اللہ صلعم کی
جو ہر زمانہ بحسب ضرورت منعقد کرتے اور اجتہاد کو ساتھ شروط اوسکے کے ختم نہین سمجھتے
ور مجتہد کو مخطی و مصیب ہونے سمجھتے اجماع واجتہاد قیامت تک باقی رہیگا وگرنہ حضرت
مہدی آخر زمان رضی اللہ عنہ کیونکر اجتہاد کرینگے اور مضمون حدیث یبعث
ی ھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ مجدد من یجدد لھا دینھا یعنی پیدا کیا جائیگا
س امت مرحومہ مین اوپر سر ہر سو کے مجدد جو نئی طرح امت کے لیے دین کو مضبوط کریگا
بر حق جانتے ہین اگر اجماع اختلاف سے تھوڑے آدمی کے منعقد نہو تا ہر آینہ حضرت علی
رم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر تمامی اہل عصر بیعت نکرتے پھر اونکی خلافت کیونکر پوری ہوتی اور حضرت
محمد بن حنیف رضی اللہ عنہ حضرت امام سجاد رضی اللہ عنہ سے کیون خصومت کرتے اور
باوجود گواہی حجر اسود کے ترک دعوی نکرکے مختار ثقفی کو وصی مقرر کرنجاتے اور حضرت
امام زید شہید رضی اللہ عنہ کیون شربت شہادت چکھتے اور بار بار معلوم ہو چکا ہی
کہ اپنے اہلبیت رضی اللہ عنہم باخود باہم موافق نہ تھے پھر اجماع کیونکر منعقد ہو گا اور
جب اپنے خاندان مین کسیکو اپنے نہ مانتے غیر کیونکر مانیگا خصوص روافض امام کی علامت
ناف بریدہ و ختنہ کیا ہوا وغیرہ صفات بیان کرتے ہین باعجب امام کے گھر کے آدمی
اوس سے واقف نہون پھر دوسرے کو کیونکر خبر ہو گی اور خاندان کے آدمی جب بحکم حدیث

من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ یعنی جو نہ پہچانے امام زمانہ اپنے بیشک اوسکی موت جاہلیت مین ہو سعد ور ہو تب غیر کو نذر فوی ہو تمثیلاً قصہ شہادت زید رضی اللہ عنہ لکھتا ہون کہ جب زید شہید نے اپنے وقت کے بادشاہ ہشام پر خروج کیا ایک شخص احول نامے جو خلص شیعہ اونکا تھا عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلعم آپ ایسا کام نہ کیجیے آپکو صلاحیت امامت کی نہین ہو اونھون نے جواب دیا کہ ای احول تب امام اسوقت کا کون ہو احول بولا آپکے بڑے بھائی حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ امام وقت ہین زید نے کہا تو کیونکر جانتا ہی کہ آپ کے والد ماجد نے مجھے خبر دی تھی کہا حیف کہ والد میرے گرم لقمہ جب تک پھونک پھونک کے سرد نکرتے تھے مجھے نہ کھلاتے اور آتش جہنم کو میرے اوپر واجب کر جائین احول نے کہا حضرت مین چھپانا تھا آپکو بتلا دیا آیندہ آپ مختار ہین بالآخر نہ مانا اور ہشام سے لڑے اور جو لوگ اونکی بیعت توڑ کر عین لڑائی مین بطرف ہشام ملے اور وہ بیچارے شہید ہوے اونھین لوگون کو رافضی کہا علاوہ اسکے روافض مجتہد زندہ کی تقلید کرتے ہین اور جب مجتہد مرجاتا ہی اونکا اجتہاد بھی اوسکے ساتھ مرتا ہی جب قصہ مشہور اذا مات المجتہد مات الفتوی یعنی جب مجتہد مرا فتوی مرا پھر اجماع کیونکر ثابت ہوگا

اصل چوتھی

قیاس مجتہد کا اوپر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اجماع امت کے ہی روافض اصل چہارم عقل کو کہتے ہین سچ تو ہی یہ لوگ کہین پیروی حکماے یونان کی کرتے اور کہین زردشت مجوس کو ملتے جب قبل اسلام کے سلاطین ایران کی سلطنت تھی اکثر یونانی لوگ وہان تھے اور دین انکا زردشت مجوس کا تھا بعد اسلام وہی بات باقی ہی کہ خصلت جبلی چھوڑنی مشکل ہی ایک خالق خیر خدا کو اور خالق شر اپنے کو جانتے جیسے قوم پارسی یزدان و اہرمن کو مانتے اور رسم جامہ سیاہ کرنا اور ماتم و سیون و نوحہ و مرثیہ پڑھنا

ور سینہ زنی وغیرہ خلاف طریقۂ اسلام کے ہی اور مضمون حدیث لیس منا من شق الجیوب ولطم الخدود یعنی نہین ہی مجہسے جو پہاڑے گریبان اور نوچے مونہہ کو بھول گئے رسائی عقل کی ایسی ہی کہ صورت چیز کو حکم اوس چیز کا دینا کھیل لڑکون کا ہی کہ کبھی بادشاہ بنتا ہی اور کسیکو وزیر اور کسیکو امیر اور کسیکو چور بناتا ہی اور سنرا ے دزدی دیتا ہی اور لڑکے سب کم سن کپڑے وغیرہ سے صورت لڑکے اور لڑکی کی بناکے اوسکو بیاہ دیتے ہین اور خوش ہوتے ہین یہ حضرات بھی عشرۂ محرم الحرام مین ہر سال جنگ یزید برپا کرتے ... نوحہ و مرثیہ تازہ بناتے اور ضریح وغیرہ مصنوعی کی پرستش کرتے اور خانۂ امام و کربلا وغیرہ جعلی کی تعظیم کرتے اور غافل فرمان سے حاکم والاشان کے ما هذه التماثيل التي انتم لها عاكفون یعنی کیا ہی یہ صورت ... صورت جسکو تم پوجتے ہو ان هو الا اسماء سميتموها انتم واباؤكم ما انزل الله بها من سلطان یعنی نہین ہین یہ نام سب جو رکھے تمنے یا تمہارے باپ دادا نے خداوند تعالی نے تمکو کوئی ہدایت ندی ہی کافی ہی اور دلیل عقلی اسکے منافی مین شافی ہی کہ زمانہ ٹھہرنے والی چیز نہین ہی جسوقت وہ لڑائی ہوئی تھی اوسکو مدت طویل گذر گئی پھر بار بار کرنا کار دوست کا نہین ہی بلکہ دشمن کا ہی مثلا کسی شخص کو کوئی عداوت سے بد کہے یا بے عزت کرے یا ناموس پر اوسکی دست اندازی کرے دوست کو اوسکے بیان کرنا یا اوس حرکت کو دکھانا کب پسندیدہ ہی خصوص ہم آدمی کو نہایت غیرت ہی کہ اوسکی جورو بیٹی و ماں و بہن کے نام مجالس مین برملا لیا جاوے اور حرم محترم خاندان رسول صلعم ایسا کم رتبہ ہو گیا کہ انکی تکلیف بیان کرکے موجب نجات تصور کیا جا ... مصرع دوستی بے خرد ان دشمنی ست ہر آرے نام آگ گرم اور نام آب سرد اور نام نیم تلخ اور نام شکر شیرین نہین ہی شعر و نظم خیال اطل ہی او گمان حاصل

تکملہ

جیسے کہ کتاب سے روافض کے ... الفت شیخین رضی اللہ عنہما ثابت ہو چکی اب موافقت حضرت ... کرم اللہ وجہہ ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لکھنا ضرور ہوا تاکہ کوئی شبہہ باقی نرہے

قاضی نوراللہ شوستری نے اپنی مجالس المومنین مین لکھا ہے کہ
مادر محمد بن حنیف کہتے ہین درزمان خلیفہ اول ...
خلیفہ نے دیا اور اونکے ساتھ جہاد کیا و ضعیفہ مال غنیمت ... یعنے حضرت امیرالمومنین
علی رضی اللہ عنہ کو ہبہ کیا قاضی نے اس مقام مین ... ہب اپنے کے حنفیہ کو مومنہ لکھا
کیونکہ منع زکوۃ اوس قوم سے وقوع مین آیا تھا اوس عاجزہ سے اور حضرت علی کرم اللہ
وجہہ نے اوسکو مومنہ ... اپنے طلب کر لیا تھا اور نکاح
تھے افسوس ... نے جان فشانی کی لیکن خلیفہ
مانگنا جو میرا مطلب ہی چھوڑ نہ سکے یقینے سے ہو خواہ تو رسیدے

تذییل

تذکرہ کشمیری مین لکھا ہے کہ درزمان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ملک پارس
اور مسماۃ شہربانو مادر حضرت زین العابدین سجاد رضی اللہ عنہ یزدگرد کی بیٹی غنیمت کے
آئین بشورۂ مہاجرین و انصار شہربانو کو ایک مقام بلند پر بٹھایا تاکہ جنکو چاہین و
کر لیوین جب نظر اونکی اوپر حضرت شیر خدا کے پڑی اگرچہ بدل پسند کیا اور پوچھا یہ کو
کہا داماد حضرت رسول مقبول و شوہر حضرت بتول کے ہین کہا قیامت مین روبرو حضرت
زہرا کے شرمندہ ہونگی اسواسطے ... گی پھر نظر اوپر سبط اکبر حضرت امام حسن
رضی اللہ عنہ کے کی اور پوچھا کہ یہ ... صلعم کے کہا
اگرچہ یہ مرد خوب تھا مگر بہت طلاق ... سبط اصغر حضرت
امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کربلا کو سامنے کیا کہا یہ ... ان شمع دودمان رسالت
جان کون ہی کہا چھوٹے نواسے آنحضرت صلعم کے ... رضامندی قبول کیا خلیفہ
نے مارے خوشی کے غاشیہ حضرت امام حسین ... کندھے پر اوٹھایا اور
منورہ کے کوچہ و گلی مین پھیرا اور نہا ... منادی کی اور جب شب زفاف

حضرت ہادی ایک روز اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ آپ جس سبب سے ہمیشہ نکاح کرتے اور طلاق دیتے تھے وہ نصیب میرا ہوا یعنی حضرت جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ تم مین سے جنکی بیوی ہر شب باکرہ رہے ائمہ اوسکے بطن سے پیدا ہونگے انتہی شعر دو گروہ ہند در جہان بے پیر سینئی بلخ و شیعہ کشمیر اس روایت سے مجکو ایک فائدہ حاصل ہی وہ موافقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے سالے و خسرے سے اور ایک مضرت جو واجب الدفع ہی کہ ائمہ بطن سے اوس باکرہ کے ہونگے جائے غور ہی کہ شیعہ جناب باری پر لطف کو واجب کرتے ہین اور بندے کی برائی کرنا نہایت ضرور اوپر باری تعالی کے سمجھتے اس مقام مین وہ مفقود ہوا کہ نہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر لطف کیا اور نہ اونکی اولاد پر بھلائی کی لیکن بقواعد سنت و جماعت چونکہ امامت اپنے کسب سے ہی نہ وہب آلہی زمان زمان سوائے سادات حسینی کے سادات سنی امام ہوتے گئے جیسے سلسلۂ تصوف اکثر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ثابت ہی لیکن صدیق اکبر سے خاصتہً طریقۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ثابت ہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ولایت سے معرا نہ تھے ویسے ہی حضرت غوث الاعظم کہ سادات حسنی ہین اور بھی بزرگ گذرے اور امام مہدی آخر زمان اولاد سے حضرت امام حسن مجتبی رضی اللہ عنہ کے ہونگے

تنبیہ

کتاب فصل خطاب [illegible] رضی اللہ عنہ کے پاس ایک گروہ طائف سے آئی اور [illegible] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برائی سے یاد کیا اور دوسرا حضرت عمر فاروق [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] کہنے لگا اور تیسرا حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو گالی دینے لگا امام نے پوچھا تم کون قوم ہو اونھون نے کہا ہم مسلم ہین آپنے سورۂ حشر کے آخر کو پڑھا جسکا مضمون یہ ہی جسنے آنحضرت صلعم کے ساتھ ہجرت کی اور مکان بود و باش اپنا چھوڑا اور فقر و فاقہ [illegible] اختیار کیا انکے واسطے بہشت دائمی ہی اور پوچھا کہ تم ان گروہ سے ہو اونھون نے جواب دیا کہ یا ابن رسول اللہ صلعم ہم انہین سے نہین ہین تب امام نے اوسکے نیچے کی

آیت پڑھی جسکا مضمون یہ ہی جن لوگون نے جگہ دی مہاجرین کو اور ... ا
ایمان والون کو اگرچہ خود اونکو تکلیف تھی خداوند تعالی ...
اور پوچھا تم ان گروہ سے ہو کہا ہم اس گروہ سے
آیت کا کہ ہم خبر دیتے ہین کہ ہرگز تم اوس گروہ سے نہین ... اوین بعد
یا اللہ تعالی بخشدے مجھے اور میرے بھائی ... کہ ... با ایمان گذرے
میرے دل مین تو ... تا مجلس سے کہ
مسلمانون کو فریب دیتے ... لاخواننا الذ
ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رءوف ر
ان الحمد للہ رب العالمین

خاتمۃ الطبع

چونکہ ترجمۂ کتاب شہاب ثاقب فارسی کا جناب مصـ ... نے اردو مین ...
حال کے موافق باضافۂ عبارات ضروریہ کیا ... کی فرمایش ...
یہی تھی کہ اسیطرح ہماری کتاب چھپے ... نقل کا اصل کتاب
مطبع نظامی ...
تحریر ...



وجہ مہر و دستخط

... چھپا ہوئی
... کے ثبت ہو